وصیت امام - ایک جھلک

ہم سب کو معلوم ہے کہ یہ عظیم انقلاب
جس نے عظیم ایران کو عالمی لٹیروں اور
ستمگروں کی دست برد سے
دور کر دیا ہے خداوند عالم کی غیبی
تائیدات ہی سے کامیاب ہوا ہے
اگر خداوند عالم کا دستِ توانا نہ ہوتا تو ممکن
نہ تھا کہ ۳۶ ملین پر مشتمل آبادی ایسے پر
خطر حالات میں کامیاب ہو جاتی جبکہ
اسلام اور علماء مخالف پروپیگنڈے
اپنے اوج پر تھے۔

روح اللہ الموسوی الخمینی
ذی قعدہ ۱۴۰۹

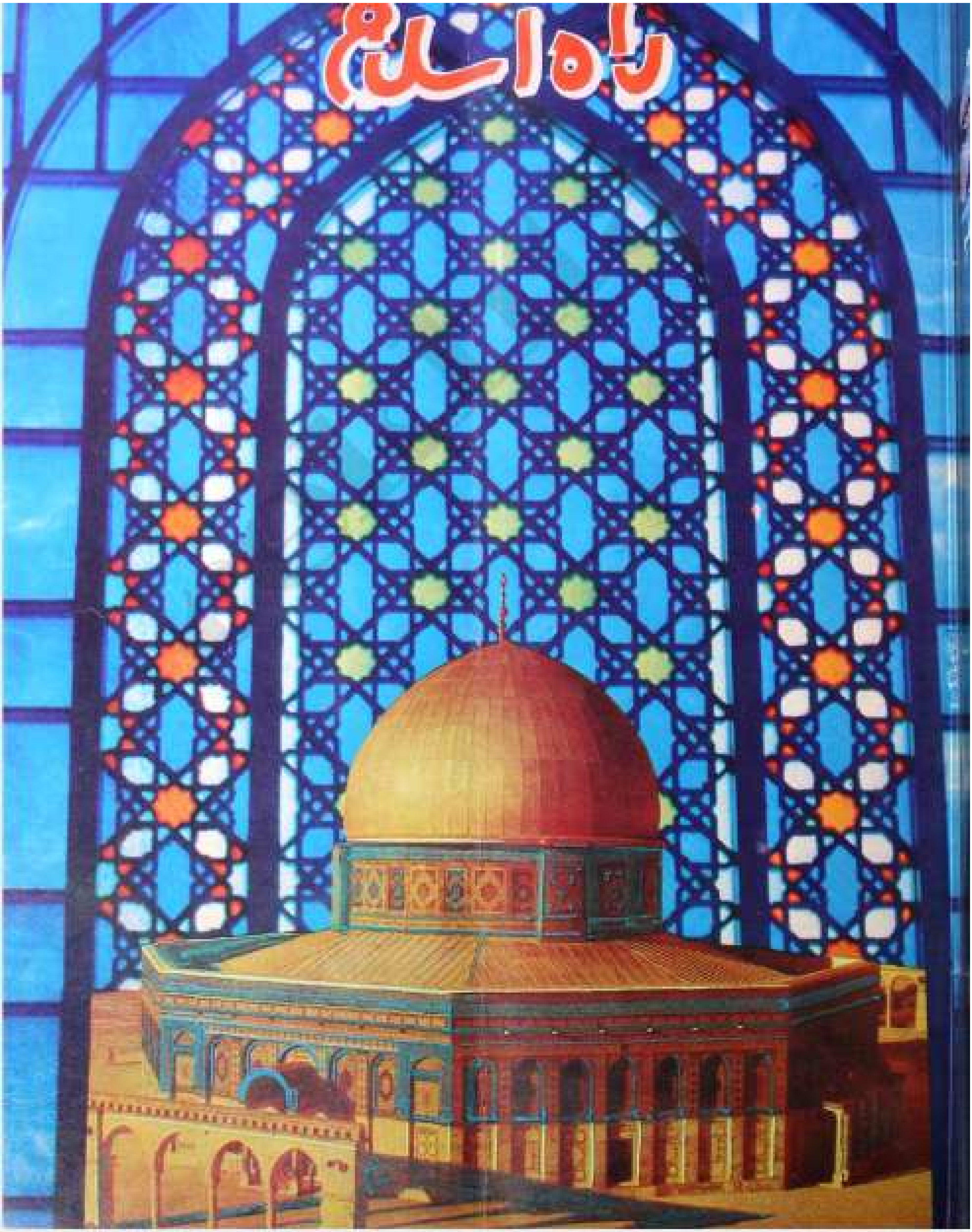
راہ اسلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ

راہ اسلام میں شائع ہونے والے ہر مقالے کو اسلامی جمہوریہ ایران کے نظریات کا مظہر ہونا لازمی نہیں ہے۔

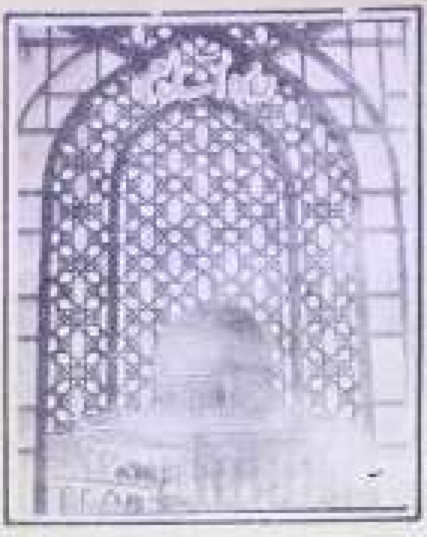

راہ اسلام
شمارہ ۱۰۹ رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ
مطابق اپریل ۱۹۹۰ء

- عکس سرورق اول : بیت المقدس
- عکس سرورق دوم : مزار ... کا ایک منظر
- عکس سرورق سوم : تہران کا ایک منظر

اس شمارے میں

اداریہ : عالمی یوم قدس ---- ۲

ثقافتی
تعلیمات قرآن ---- ۳
رمضان المبارک ---- ۷
سیرت حضرت علیؑ ---- از : ناصر زیدی ---- ۹
یوم قدس کے موقع پر ... ---- ۱۲
عالمی یوم قدس کی مناسبت سے ---- ۱۳
سرزمین ایران ---- ۱۵

ہنری و فنی
ہنر ---- از : حسین زرگر ---- ۲۰
نظم ---- ۲۳
فن و فنکار ---- ۲۶
ہنری و فنی واقعات ---- ۲۸

تاریخی
زندگانی پیغمبر اسلام ---- از : جعفر سبحانی ---- ۳۰

تفریح طبع
کشکول ---- ۳۳
جمہوریہ ایک انعامی مقابلہ ---- ۳۶
صحیح جوابات ---- ۳۷

ایران و جہان اسلام
صحیفۂ نور ---- ۳۹
مستند ... ---- ۴۰
اعلم خبریں ---- ۴۳

ایڈیٹر، پرنٹر و پبلشر : غلام رضا نور محمد

خانہ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران
۱۸ تلک مارگ نئی دہلی ۱۱۰۰۰۱

فون : ۳۸۳۲۳۲

قیمت : ۵ روپے

طابع : ایرانین آرٹ پرنٹرز ۲۳۵۳، گلی قاسم جان دہلی

اداریہ

عالمی یوم قدس

یعنی

صہیونیت سے برأت و بیزاری کا دن

امسال عالمی یوم قدس ۱۰ اپریل ۱۹۹۱ء کو ہوگا۔ یوم اللہ ہر سال جمعۃ الوداع کے روز برپا کیا جاتا ہے۔

یوم قدس ان گرانقدر شہیدوں کے خون میں ڈوبے ہوئے پرچم کی ارتفاع کا دن ہے جو برسوں سے میدان جہاد میں غاصب بیت المقدس حکومت کے جلادوں کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنے خون سے اس مقدس سرزمین کی آبیاری کر رہے ہیں۔ یوم قدس ان طاقتور مستضعفین کے اٹھ کھڑے ہونے کا دن ہے جو عرصہ دراز سے مسلمانوں کے قبلہ اول کو غصب کرنے والی حکومت کی ناانصافی و ظلم و زیادتی بزور طاقت کمر شکن کا سامنا کرتے ہوئے مظلومی و تنہائی کے باوجود اپنے وطن کی آزادی کے لئے بین الاقوامی صیہونیت کے خلاف آج بھی برسرپیکار ہیں

اور امام خمینی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ کے ارشادات و پیغامات کی وجہ سے اپنے اندر نئی طاقت محسوس کرتے ہیں اور عظیم الشان اسلامی انقلاب کی پیروی کرتے ہوئے رمضان المبارک کے آخری جمعہ کو تمام دنیا میں مظاہرے روز غاصب حکومت سے اپنی برأت و بیزاری کا اعلان کرتے ہیں اور امام خمینی کے اس جملے کو جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں:

یوم قدس، یوم اسلام ہے۔

مظلوم و دلیر ملت فلسطین قوم برسوں سے ظلم و ناانصافی کا شکار یا دکھائی جا رہی ہے اور ہر روز ظلم کے گردابوں میں مبتلا ہے اس کے باوجود بالکل نہتے ہو چکے ہیں لیکن یہ قوم ہے کہ رفتہ رفتہ نوجوانوں کی قربانی و جوش کی جاری … حالانکہ اب ظلم ۴۰ سال کا عرصہ سرحدوں سے گزر چکا ہے … فلسطینی عوام اس مدت کے دوران مسلسل حکومت اور … کا مزہ چکھ چکے ہیں۔ انہیں رجعت پسند و سازشی … حکمرانوں اور شیطانوں کے سرغنہ امریکہ سے ظلم و بربریت … اجتماعی قتل عام کے علاوہ اور کچھ نہیں حاصل ہوا ہے … فلسطینی مظلوموں کی حمایت کا ڈھونگ رچانے والے … حکمرانوں نے ان کے ساتھ ہمیشہ خیانت و سازش … کام لیا ہے۔ فلسطینیوں کو اس حقیقت کا بخوبی اندازہ … کہ دنیا کی کسی بین الاقوامی تنظیم یا عالمی طاقت نے ان … مظلومیت و حقانیت کا دفاع نہیں کیا ہے۔ …

...کسی چھوٹے بڑے بادشاہ، شہزادہ، امیر یا کسی شیخ نے فلسطین کی طرف مدد کا ہاتھ نہیں بڑھایا ہے بلکہ عرب اور اسلامی علاقوں کے حکمرانوں نے ہمیشہ اپنے آقاؤں کی خواہش کے مطابق کام کیا ہے اور اگر کبھی اپنی شاہانہ مصلحت اندیشی کی بنیاد پر کچھ حمایت بھی کی ہے تو وہ حمایت فقط نام نہاد فلسطینی لیڈروں تک محدود رہی ہے اور ان کا فلسطینی مجاہدوں اور جانبازوں سے کبھی کوئی واسطہ نہیں رہا ہے۔ اور اکثر انتہائی حساس لمحات میں بھی ان لوگوں نے اس وطن کو دہ دیے بے سروسامان فلسطینی قوم کو تنہا چھوڑ دیا ہے اور اس کی زخمی پشت میں پیچھے سے خنجر گھونپ دیا ہے۔ پس واضح رہے کہ یوم قدس، ایمان کی تجلی اور مشرکین و منافقین و صیہونیت سے برأت و بیزاری کا دن ہے۔

فلسطین کی اس عظیم و بہادر قوم نے کسی کی امداد کے بغیر غیر معمولی جنگ، مسلح غاصب اسرائیلی فوج کے خلاف اپنی لڑائی جاری رکھی ہے اور اپنے نام نہاد لیڈروں کے خفیہ در پردہ معاہدہ کی قطعی پرواہ نہیں کی ہے۔ اور اب ایک مدت کی تنہائی و بیکسی کے بعد فلسطینی قوم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی ہے کہ ملت اسلامیہ ایران اس کی بھرپور حمایت میں سرگرم ہے اور ان کی اسلامی تحریک کو امام خمینی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ کی سرپرستی حاصل ہے جن کا یہ نعرہ آج بھی عالمی فضا میں گونج رہا ہے کہ "اسرائیل کو صفحہ ہستی سے مٹا دینا چاہیے" اور جس نے تمام ہی فلسطینی مجاہدوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا کہ فلسطین کی نجات کا راستہ ایمان پر بھروسہ رکھنے والے فی سبیل اللہ مجاہدوں کی قربانیوں میں ہے۔ فلسطین کے جانباز نوجوان اس بات کا مفہوم بخوبی سمجھتے ہیں کیونکہ انہیں اب کافی حد تک ان کی شناخت ہو چکی ہے اور وہ بخوبی جانتے ہیں کہ نجات فلسطین کی ٹھیکیداری کا دم بھرنے والے نام نہاد فلسطینی لیڈران فقط فلسطینی عوام کے نام پر سرخ و سفید و سیاہ محلوں میں بھیک مانگتے پھر رہے ہیں اور

نجات فلسطین کی ٹھیکیداری کا دم بھرنے والے نام نہاد فلسطینی لیڈران فقط فلسطینی عوام کے نام پر سرخ وسفید وسیاہ محلوں میں بھیک مانگتے پھر رہے ہیں اور ان کی دوڑ فلسطینیوں کے قاتل شاہ حسین کے محل سے شروع ہوتی ہے اور خیانتکار انور سادات کے مقبرہ اور اس کے جانشین حسنی مبارک کے محل، شاہ حسین جیسے امریکی غلام کے محل اور عراقی حاکم کے محل تک جاتی ہے۔

ان کی دوڑ فلسطینیوں کے قاتل شاہ حسین کے محل سے شروع ہوتی ہے اور خیانت کار انور سادات کے مقبرہ اور اس کے جانشین حسنی مبارک کے محل، شاہ حسین جیسے امریکی غلام کے محل اور عراقی حاکم کے محل تک جاتی ہے اور ان لوگوں میں ہرگز اتنی طاقت نہیں ہے کہ فلسطینی جہاد کو جاری رکھ سکیں اور ان سے کسی جہاد کے جاری رکھنے کی امید بھی نہیں کی جا سکتی ہے کیونکہ انہیں امریکی غلام حکمرانوں کے رنگین دسترخوان پر لقمے توڑنے کی عادت سی ہو گئی ہے اور یہ کیسے ممکن ہے کہ عادت کے ان چمچوں کے ساتھ ساتھ تخت بھی بچا رہے اور صیہونیت کے خلاف جنگ و نبرد آزمائی بھی کی جائے۔

تحریک تنظیم فلسطین جانتی ہے کہ غاصب اسرائیل کے خلاف جد و جہد کے لئے لازمی ہے کہ امریکہ سے سخت عداوت رکھی جائے اور امریکی غلام محلوں سے یہ کیسے امید کی جا سکتی ہے کہ وہ امریکہ سے دشمنی رکھیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ سازشوں کو تقویت دینے والے فلسطینی لیڈران آج امریکی غلام بادشاہوں اور شہزادوں کے محلوں میں برسوں کی رفت و آمد کے بعد اور شاہ حسن و شاہ حسین مبارک و صدام کی آغوش میں بیٹھنے کے بعد آج یہ اعلان کر رہے ہیں کہ وہ بیت المقدس کے غاصبوں کو سرکاری حیثیت سے تسلیم کرتے اور ان سے گفتگو کرنے کے لئے تیار ہیں اور ہر قیمت پر آمادہ ہیں کہ صیہونیوں کے دلوں میں ان لوگوں کی محبت پیدا ہو جائے۔ ان نام نہاد فلسطینی لیڈروں کی موجودہ روش اس قصے کی یاد دلاتی ہے کہ جب کچھ بھوکے اور خونخوار بھیڑیوں نے ایک علاقے پر حملہ کیا تو ایک گدھا ان کے حملے سے اپنی جان محفوظ رکھنے کے لئے بھوکے بھیڑیوں کی طرف یہ کہتے ہوئے دوڑنے لگا:

"اے میرے پیارے بھائیو! میں آگیا!"

لیکن ملت فلسطین نے خائن و غاصب کو بخوبی پہچان

تعلیماتِ قرآن

وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ اِذْ
قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ
وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۱﴾ وَمَرْيَمَ ابْنَتَ
عِمْرٰنَ الَّتِيْٓ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا
وَصَدَّقَتْ بِكَلِمٰتِ رَبِّهَا وَكُتُبِهٖ وَكَانَتْ مِنَ الْقٰنِتِيْنَ ﴿۱۲﴾

آخری قسط

قرآن میں نیک کردار خواتین

قرآن مجید میں حضرت آسیہ اور حضرت مریم کا واقعہ تمثیلی نوعیت کا حامل ہے جس کا اطلاق ان سبھی خواتین پر ہوتا ہے جو ایمان لائیں اور حق پر ثابت قدم رہیں اور لطفِ خداوندی کی مصداق بن گئیں۔ "راہِ اسلام" کے گزشتہ شمارہ میں حضرت آسیہ کا اجمالی تذکرہ پیش کیا جا چکا ہے۔ ذیل میں حضرت مریمؑ کا تذکرہ حاضرِ خدمت ہے۔

مریم بنت عمران:

عمران کی زوجہ "حنہ" نے بارگاہِ خداوندی میں دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور اس طرح دعا کی کہ "اے خدا! مجھے ایک فرزند عطا کر دے" شاید اب تک ان کے کوئی اولاد نہ تھی اور بغیر اولاد کے ایک طویل مدت گزر چکی تھی۔

خداوند عالم نے زوجۂ عمران کی دعا قبول کر لی ایام حمل تمام ہوئے اور بچہ کی ولادت کا وقت بھی آگیا۔ بچہ کی ولادت ہوئی ایک لڑکی "اے میرے خدا! تم نے لڑکی دی (میں) لڑکے کی خواہشمند تھی تاکہ اس کو اس عبادت گاہ کا خادم بنا دیتی......"

چونکہ زوجۂ عمرانؑ کی یہ منت تھی کہ وہ اپنے بچے کو بیت المقدس کا خادم مقرر کریں گی اور یہ کام لڑکوں کے سپرد کیے جاتے تھے لڑکیوں کے سپرد نہیں اسی وجہ سے زوجۂ عمران غم کے دریا میں ڈوب گئیں لیکن خداوند عالم نے الہام کے ذریعہ انہیں سمجھا دیا کہ "ہم تمام باتوں سے بخوبی واقف ہیں۔" اس عورت نے جب یہ بات سنی تو قدرے اطمینان ہوگیا۔ چنانچہ انہوں نے جو منت مانی تھی اسی کے مطابق عمل بھی کیا اور اپنی بچی کو متولیان عبادت گاہ کے سپرد کر دیا لیکن افسوس کہ موت نے عمرانؑ کو اتنی مہلت نہ دی کہ وہ اپنی لڑکی کا چہرہ دیکھ پاتے کیونکہ لڑکی کی ولادت سے پہلے ہی وہ اس دنیا سے چل بسے تھے۔

اس لڑکی کا نام "مریم" رکھا گیا جو اس مقدس عبادت گاہ کے ماحول میں پلتے ہوئے مرحلۂ معصومیت سے بلوغ کو پہنچ گئیں اور قرعہ اندازی کے ذریعہ ان کی کفالت و سرپرستی کی ذمہ داری حضرت زکریا پیغمبر کے سپرد ہوگئی جو ان کی خالہ کے شوہر تھے۔ اس طرح حضرت زکریاؑ کی سرپرستی میں حضرت مریم عبادتِ الٰہی اور عبادت گاہ کی نگرانی میں مشغول ہوگئیں اور ایسا عظیم مرتبہ حاصل کر لیا کہ انہیں خداوند عالم کی جانب سے طعام حاصل ہونے لگا۔ وہ مائدے ایسے پھل کی شکل کے ہوتے تھے جن کی فصل نہیں ہوتی تھی۔ یہ دیکھ کر حضرت زکریاؑ بھی حیران رہ جاتے تھے۔

آہستہ آہستہ حضرت مریم جوان ہوگئیں اور قرآن کریم

سورہ مریم آیت ۲۳ میں۔ مذکورہ تفصیلات سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی انسان سے قربت کے بغیر وہ حاملہ ہوگئیں، اور ان کے بطن مبارک سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت ہوئی اور مریم کا یہ بچہ دنیا والوں کے لئے خداوند عالم کی نشانی بن گیا۔ عیسیٰ نے گہوارہ میں ہی بولنا شروع کر دیا اور اپنی حیات و نبوت کا حوالہ دیتے ہوئے اپنی والدہ کی طہارت و پاکیزگی کا اعلان کر دیا اور اس پاک کردار خاتون پر الزام لگانے والے افراد شرمندہ ہو کر رہ گئے۔ عہدہ رسالت پر فائز ہونے کے بعد حضرت عیسیٰ نے مظلوم و پسماندہ و محروم لوگوں کی نجات و خوشحالی کے لئے مسلسل جدوجہد میں مصروف ہو گئے۔

حضرت مریم کی اس داستان کو خداوند عالم نے صاحب ایمان لوگوں کے لئے ایک درس عبرت بنا دیا اور وہ صالح و صاحب ایمان خواتین کے لئے نمونہ عمل بن گئیں۔

دو فاسد عورتیں:

حضرت نوح و حضرت لوط نامی پیغمبروں کی ازواج جو خداوند عالم کے دو صالح بندوں کی شریک حیات تھیں لیکن دونوں ان کے الٰہی مشن و منصوبے کے ساتھ نہ رہیں اور ایمان کی راہ و روش سے منحرف ہو گئیں۔

ان دونوں عورتوں کا انحراف اس حد تک بڑھ گیا کہ پیغمبروں سے ان کی قربت بھی انہیں ہلاک ہونے سے نہ بچا سکی اور ان کے شوہر بھی اپنی شفاعت کے ذریعہ انہیں عذاب خداوندی سے محفوظ نہ رکھ سکے۔ انہیں سے ایک دریائی لہروں کے لپیٹ میں آگئی تھی اور دوسری برسنے والے پتھروں کے ذریعہ ہلاک کر دی گئی تھی اور آخرکار دونوں کو جہنم کے شعلوں کے حوالے کر دیا گیا اور دونوں نہایت عبرت آموز انداز میں ہلاکت کا شکار بن گئیں۔

ان دونوں عورتوں کی داستان بھی کافروں کے لئے تمثیلی نوعیت رکھتی ہے جس کا مصداق وہ لوگ ہیں جنہوں نے کفر اختیار کر رکھا تھا اور جو اپنی لالچ و خیانت کاری اور روش کی وجہ سے خدا و رسول پر ایمان نہیں لائے اور جہنم میں ڈال دیئے گئے۔ ان دونوں عورتوں کی داستان اہل کفر کے لئے عبرت و نصیحت کا باعث ہے کیونکہ ہر کوئی اپنے اعمال کا ذمہ دار ہے: "کل نفس بما کسبت رہینۃ" سورہ مدثر آیت ۳۸ اور کوئی کسی دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا جیسے "ولا تزر وازرۃ وزر اخریٰ" سورہ انعام (۱۶۴) اور پیغمبر ہستی کی زوجہ ہونا خدا کے عذاب میں کمی ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ پس دونوں عورتوں کی داستان بے ایمان عورتوں کے تعارف کے لئے بطور نمونہ بیان کی گئی ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہوتا ہے۔

ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا لِّلَّذِينَ كَفَرُوا امْرَأَتَ نُوحٍ وَامْرَأَتَ لُوطٍ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتَاهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللَّهِ شَيْئًا وَقِيلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدَّاخِلِينَ ﴿١٠﴾

آیت ۱۰

بہر حال سورۂ تحریم کی ان آیات کریمہ (آیت ۱۰ و ۱۲) میں خداوند عالم نے دو مثالیں پیش کی ہیں۔ انہیں سے ایک مثال کے ذریعہ خداوند عالم نے کفار کا تعارف پیش کیا ہے اور دوسری مثال مومنین کے حالات کی ترجمانی کرتی ہے۔ ایک مثال میں شقاوت و ہلاکت پر مشتمل کفار کی حالت واضح کی گئی ہے کہ انہیں ایسے انجام سے اس لئے دوچار ہونا پڑا کہ ان لوگوں نے خدا و رسول کے ساتھ خیانت کی تھی اور خدا و رسول کے ساتھ خیانت کرنے والوں کو اسی انجام سے دوچار ہونا ہے چاہے وہ انبیاء سے متعلق و منسوب کیوں نہ ہو۔ دوسری مثال اس حقیقت کی ترجمان ہے کہ مومنین کی نجات و سعادت بھی خدا و رسول پر ان کے پرخلوص ایمان اور دینی اطاعت و عبادت ہی کی وجہ سے ہے اور کفار سے ان کی رشتہ داری کی وجہ سے انہیں کسی نقصان سے دوچار نہیں ہونا پڑا۔ پس معلوم ہوا کہ خداوند عالم کی نظر میں عظمت و فضیلت کی کسوٹی تقویٰ و تقرب الٰہی و پرہیزگاری ہے اور اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ اس حقیقت کی وضاحت کے لئے وہ جماعت کفار کی شناخت حضرت نوح و حضرت لوط کی ازواج کو بطور مثال پیش کرتا ہے اور فرعون کی بیوی آسیہ و عمران کی بیٹی مریم کی مثال دیگر جماعت مومنین کی نشاندہی کرتا ہے۔

حوالے:

۱۔ تاریخ یعقوبی میں بیت عمران کو کسی نام سے یاد کیا گیا ہے۔
۲۔ تفصیلی مطالعہ کے لئے ملاحظہ کیجئے سورہ آل عمران آیت ۳۵ و ۳۶۔
۳۔ لفظ مریم کا مطلب ہے عبادت گزار خاتون: "انی سمیتہا مریم ....." آل عمران آیت ۳۶۔
۴۔ آل عمران آیت ۳۷۔
۵۔ سورہ ہود آیت ۴۰ "حتی اذا جاء امرنا ..... من سبق علیہ القول۔"
۶۔ سورہ ہود آیت ۸۱ "فاسر باھلک بقطع ..... ما اصابھم"
۷۔ تفسیر المیزان از علامہ طباطبائی جلد ۱۹ صفحہ ۳۴۵ و ۳۴۴

ایمان و بندگی کے زمزم میں قلب و روح کی پاکیزگی کا موسم

رمضان المبارک

رب کریم کی ضیافت و مہمانی میں آپ کا استقبال
یقیناً وہ کتنا خوش نصیب ہے جس کو بندگی معبود کا شرف حاصل ہو جائے
اگر زیادہ آخرت کی سعادت چاہیے
تو پروردگار کی اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے آگے بڑھو
یہ بندہ نوازی کی گرم اور کرم خیز ضیافت ہے
بس اگر رب کریم پر دل و جان نچھاور ہو جائے تو کوئی حرج نہیں
دل کو اطاعت و بندگی کے چشمے سے پاک و پاکیزہ کر لینا چاہیے
ذکر الٰہی سے قلب کو پاکیزہ کر لینا چاہیے
تقویٰ کی مدد سے نفس کو ہموار کر لینا چاہیے
اور جسم کو پرہیزگاری کی مشقت کا عادی بنا لینا چاہیے
خداوند عالم کے لئے فکر کو خالص کر لینا چاہیے
اپنی روزمرہ کی زندگی کو خوشنودی پروردگار کا وسیلہ بنا لینا چاہیے۔

اور

ان تمام کاموں کے لئے ماہ رمضان المبارک سے بہتر کوئی موقع نہیں ہے
کیونکہ راستہ خطرناک ہے اور کیسی صفت والے سامنے ہیں
افسوس... کہ راستہ طولانی ہے اور زاد راہ کم ہے
کیا بدگمانی پیدا کرنے والا ابلیس ہمیں یوں ہی چھوڑ دے گا؟
کیا نفس امارہ دست بردار ہے؟
"روزہ" کی ڈھال ساتھ رکھنی چاہیے
"دعا" کے اسلحے سے مسلح رہنا چاہیے
غفلت کی زنجیروں اور غلامی و ہلاکت سے آزادی و نجات کے لئے
تقویٰ کی کنجی ساتھ رکھنی چاہیے
تاکہ راہ ہموار ہوتے ہی قربت الٰہی حاصل کر لی جائے
اور رکاوٹ دور ہوتے ہی زیادہ سے زیادہ پیش قدمی کی جا سکے
بقول حافظ شیرازی:

جمال یار ندارد نقاب و پردہ ولی ۔ غبار رہ بنشان تا نظر توانی کرد
تو کز سرائے طبیعت نمی روی بیرون ۔ کجا بکوی حقیقت گزر توانی کرد

یعنی جمال محبوب نقاب و پردہ کا حامل نہیں ہے لیکن راستہ کا غبار تو بٹھا دو تاکہ اس کا دیدار کر سکو۔ تم تو طبیعت کی سرائے سے باہر نہیں جاتے تو پھر حقیقت کی گلی سے کہاں گزر سکتے ہو۔

اور خداوند عالم نے اس آسمانی ضیافت اور ماہ رمضان کے اس دسترخوان رحمت کا اہتمام اسی لئے کیا ہے۔

... لعلکم تتقون ایاماً معدودات

بقول عارف فرزانہ:

اگر روزہ رکھنے میں اس کے علاوہ اور کوئی فائدہ نہیں کہ یہ انسان کو نفس کی حیوانی لذتوں کے گڑھے سے نکال کر روحانی فرشتوں کی بلندی تک پہنچا دیتا ہے تو اس کی عظمت و فضیلت کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔

اگر روزہ ویسا ہی ہو جیسا کہ خداوند عالم کی مرضی اور پیغمبر و آئمہ اطہار کا ارشاد ہے تو یہ بندہ مومن کو اس منزل پر پہنچا دیتا ہے کہ بقول امام جعفر صادق علیہ السلام

روزہ دار کا سونا عبادت ہے۔ اس کی خاموشی تسبیح الٰہی، اس کا عمل مقبول
پسندیدہ اور اس کی دعائیں مستجاب ہیں گی۔

روزہ انسان کا مددگار ہے غیظ و غضب اور شہوت کو قابو میں رکھنا ہے۔ پیغمبر اسلام
سے منقول ہے کہ جس طرح انسان کے جسم میں خون رواں دواں رہتا ہے بالکل اسی طرح
فرزند آدم کی رگوں میں شیطان بھی جاری ہے پس بھوک کے ذریعے شیطان کی گزرگاہوں
کو تنگ کر دیجئے۔

روزہ، غریبوں، مفلسوں اور بھوک کی آگ میں جھلسنے والے لوگوں کی پریشانیوں
کی طرف متوجہ کرتا ہے۔

ماہ رمضان میں دولتمند اور فقیر برابر ہیں۔ دونوں بھوکے رہتے ہیں۔
دولتمند جب بھوک کی پریشانی کا مزہ چکھتا ہے اور ذاتی طور پر اس کا تجربہ کرتا ہے
تو اسے ان لوگوں کی تکلیف کا بخوبی احساس ہو جاتا ہے جن کے پاس کھانے کے لئے
کچھ نہیں ہے۔ اس طرح وہ غریب و گرسنہ لوگوں کا زیادہ سے زیادہ خیال رکھے گا۔
یہ اس کے نتائج کا ایک گوشہ ہے۔

لیکن اصلی مقصد پاکیزگی روح، طہارت قلب، تصفیۂ باطن، تقویت ارادہ،
حق کی اطاعت، تجربۂ عبودیت اور شکم و شہوت پر غلبہ حاصل کرنا ہے۔

درحقیقت کھانے پینے اور جنسی لذتوں سے پرہیز اختیار کرنا اس بات کی
زمین ہموار کرتا ہے کہ نفسانی ملکات رو بہ راہ ہو جائیں ورنہ ہم لوگوں کی زحمت و پریشانی
بیہودہ و بے نتیجہ ہے۔ کیا یہ حدیث آپ لوگوں کی نظروں سے نہیں گزری کہ:
"ایسے روزہ داروں کی تعداد زیادہ ہے جنہیں اپنے روزہ سے بھوک اور
پیاس کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوا ہے۔"

انسان کے پورے وجود کو روزہ دار ہونا چاہیے۔
امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے۔
جب تم روزہ رکھو تو تمہاری آنکھ، تمہارے کان، تمہارے بال اور تمہاری
کھال وغیرہ کو بھی روزہ دار ہونا چاہیئے۔ تمہارے روزہ کے دن اور یوم افطار کے
درمیان فرق ہونا چاہیے۔ تمہیں بحث و مباحثہ اور لڑائی جھگڑے سے پرہیز کرنا
چاہیے اور تمہارے اندر روزہ دار کا وقار پایا جانا چاہیے اور تمہیں اپنے خدمت
گزاروں کی اذیت سے بھی پرہیز کرنا چاہیے۔

حدیث کا سلسلہ آگے بڑھاتے ہوئے امام جعفر صادق علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں۔
"ایک دن پیغمبر نے ایک روزہ دار عورت کو دیکھا جو اپنی کنیز کو گالیاں دے رہی
تھی۔ آپ نے حکم دیا کہ کچھ کھانا لے آؤ۔ لوگوں نے حکم کی تعمیل کی۔ اس کے بعد پیغمبر نے
اس روزہ دار عورت سے کہا "یہ کھاؤ" عورت نے جواب دیا "میں روزہ دار ہوں۔"

پیغمبر نے فرمایا کہ "تم کیسی روزہ دار ہو کہ اپنی اسی خادمہ کو گالیاں دے رہی ہو۔
روزہ فقط کھانے پینے سے پرہیز اختیار کرنے کا نام نہیں ہے۔"

جی ہاں! کھانے پینے اور ہمبستری سے پرہیز اختیار کرنا روزہ کا سب سے کمتر
مرحلہ ہے۔ پیٹ اور شہوت پر قابو حاصل کرنے سے زیادہ اہم بات آنکھ، زبان، کان
اور دیگر اعضاء بدن پر قابو حاصل کرنا ہے۔ روزہ دار کو چاہیے کہ وہ اپنی آنکھوں کو حرام
اور نامناسب چیزوں کو دیکھنے سے باز رکھے اور کسی شہوت بھری نگاہوں سے نہ
دیکھے اور یہ خیال رکھے کہ "نگاہ، شیطان کے زہر آلود تیروں سے زیادہ زہریلا تیر ہے"۔
روزہ دار کو چاہیئے کہ وہ اپنی زبان کو جھوٹ، غیبت، گالی گلوچ، بحث مباحثہ
بدزبانی، بیہودہ گوئی اور دیگر لغویات سے محفوظ رکھے، یاد الٰہی سے اپنے گلے کو تر
رکھے اور دعا و مناجات و آیات کلام الٰہی کی تلاوت سے اپنے منہ کو معطر و خوشبو
دار بنائے رکھے۔

یا علی یا عظیم یا غفور یا رحیم انت الرب العظیم الذی
لیس کمثلہ شیء وھو السمیع البصیر وھذا شھر عظمتہ وکرمتہ وشرفتہ
وفضلتہ علی الشھور وھو الشھر الذی فرضت صیامہ علی
وھو شھر رمضان الذی انزلت فیہ القرآن ھدی للناس
وبینات من الھدی والفرقان وجعلت فیہ لیلۃ القدر
وجعلتھا خیرا من الف شھر فیا ذا المن ولا یمن علیک
من علی بفکاک رقبتی من النار فیمن تمن علیہ وادخلنی الجنۃ
برحمتک یا ارحم الراحمین۔

[illegible]

روزہ دار کو چاہیے کہ وہ اپنے کانوں کو حرام اور نامناسب باتوں کو سننے سے محفوظ رکھے اور جھوٹ و غیبت، الزام تراشی اور ناروا گوئی پر مشتمل باتوں کو نہ سنے کیونکہ غیبت کا سننا بھی اتنا ہی بڑا گناہ ہے جتنا غیبت کرنا ہے بلکہ اس گناہ میں دونوں برابر کے شریک ہیں۔

روزہ دار کو چاہیے کہ وہ اپنے ہاتھوں اور پیروں کو ظلم و ناانصافی و تجاوز سے باز رکھے اور حرام و مشکوک کھانے سے افطار نہ کرے بلکہ حلال کھانا بھی اندازہ سے کھائے اور دسترخوان پر حد سے زیادہ کی بھوک کو بھرنے میں نہ لگ جائے۔

یہ فطری ہے کہ دن بھر روزہ و بھوک کی وجہ سے جو روحانی پاکیزگی اور تقویٰ سے قربت حاصل ہوتی ہے وہ معدہ کے بھر جانے کی وجہ سے ختم ہو جاتی ہے۔

روزہ دار کو چاہیے کہ وہ افطار کے وقت بھی امید و بیم اور خوف و رجا کی حالت میں افطار کرے کہ آیا خداوند عالم نے اس کے روزہ کو قبول کر لیا ہے یا رد کر دیا ہے۔

روزہ دار کو چاہیے کہ وہ اپنے قلب کو غیر خدا سے دور رکھے، اس کے دل و دماغ، افکار و خیالات، حوصلہ و ہمت اور نیت و ارادہ کو بھی روزہ دار رہنا چاہیے اور سوائے ذکرِ الٰہی کے اور کسی تذکرہ میں نہ الجھے اور اس کے دل میں محبت و عشقِ خدا کے علاوہ کچھ نہ ہو کیونکہ یہی صدیقان اور اولیاء اللہ کا مرتبہ ہے۔

آخر کلام میں پیغمبرؐ کے ارشادات عالیہ کو نقل کر دینا لازمی معلوم ہوتا ہے۔ منقول ہے کہ ایک دن پیغمبرؐ نے اپنے اصحاب سے ارشاد فرمایا۔ کیا میں تم لوگوں کو ایک کام بتاؤں جس کو اگر کرو تو شیطان تم سے دور ہو جاتا ہے اتنا دور جتنا مشرق مغرب سے دور ہے؟

لوگوں نے کہا: "ضرور بتائیے یا رسول اللہ!"

پیغمبرؐ نے ارشاد فرمایا: "وہ کام ہے روزہ! روزہ شیطان کے چہرے کو سیاہ کر دیتا ہے صدقہ اس کی کمر توڑ دیتا ہے اور خدا کی راہ میں دوستی اور عمل صالح انجام دینا اس کی جڑیں اکھاڑ دیتا ہے اور توبہ و استغفار اس کی رگِ حیات کو کاٹ دیتا ہے۔ دیکھو ہر چیز کے لیے ایک زکوٰۃ ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے[8]

امید کہ اس ماہِ رمضان المبارک میں خداوند عالم ہم لوگوں کو زیادہ سے زیادہ عبادت کی توفیق عطا کرے گا۔ ہمارے باطن کو ہمارے ظاہر سے بہتر بنا دے گا، ہمارے عمل کو ہمارے قول کے مطابق بنا دے گا اور جیسے جیسے رمضان المبارک کے دن گزریں وہ ہمیں اپنے قریب کرتا چلا جائے گا۔

آمین یا رب العالمین
انت سمیع مجیب

حوالے:

ا۔ "الصوم جنۃ من النار" حدیث رسولؐ
۲۔ "الدعاء سلاح المومن" حدیث رسولؐ (اصول کافی کتاب الدعاء)
۳۔ "فان تقوی اللہ مفتاح سداد وذخیرۃ معاد وعتق من کل ملکۃ ..." نہج البلاغہ خطبہ ۲۲۹۔
۴۔ "اعدی عدوک نفسک التی بین جنبیک" پیغمبر اسلامؐ
۵۔ "نوم الصائم عبادۃ وصمتہ تسبیح وعملہ مستقبل ودعائہ مستجاب (بحار جلد ۲ ص ۱۳۳)
۶۔ "ان الشیطان لیجری من ابن آدم مجری الدم فضیقوا مجاریہ بالجوع (بحار جلد ۲ ص ۱۳۵)
۷۔ محجۃ البیضاء جلد ۲ ص ۱۳۱
۸۔ ایضاً۔ جلد ۲ ص ۱۳۳

سیرت حضرت علیؑ

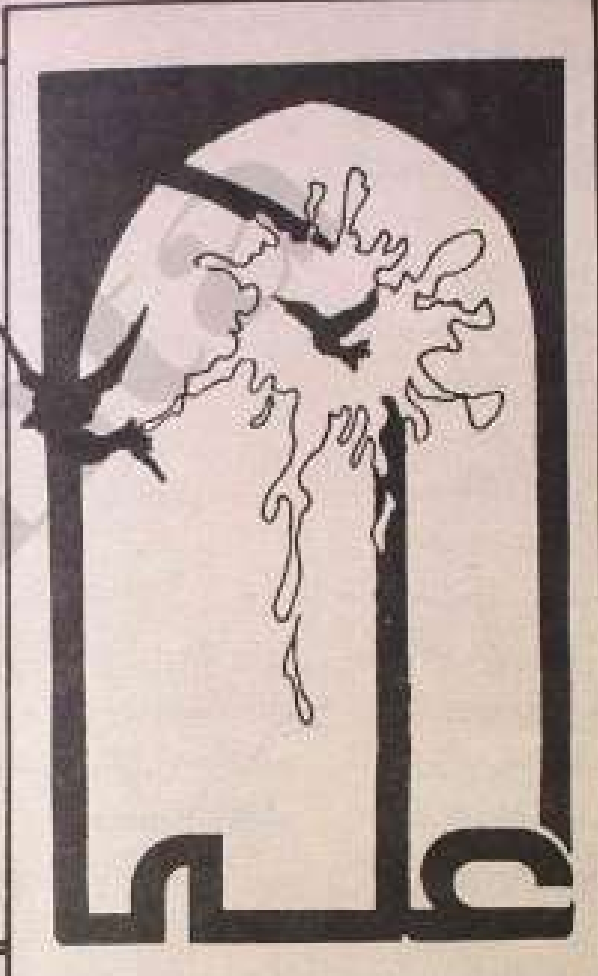

از: ناصر زیدی
پٹنہ

تیسری آسمانی کتاب "انجیل مقدس" میں یہ جملہ ہے کہ "اے لوگو! ان راستوں سے نہ جاؤ جن پر چلنے والوں کی کثرت ہے بلکہ ان راستوں کو اختیار کرو جن پر چلنے والے کم ہیں۔" گویا دنیا میں بزرگی اور عظمت کے طلبگار لوگوں کو اپنے لئے وہ راستہ اختیار کرنا چاہیئے جو عام راہ سے مختلف ہو۔ شاید اس لئے کہ منزل کمال کا حصول ان انسانوں سے وابستہ ہے جنہوں نے خود اپنے لئے اپنی راہیں متعین کی ہیں اور ان راستوں کا انتخاب نہیں کیا جن پر عوام الناس کی بھیڑ رواں دواں ہے اور جہاں ہمیشہ دوسرے ان کے لئے سوچتے اور فیصلہ کرتے تھے۔ عام ذہنوں کے لئے یہ ایک عجیب سی حرکت معلوم ہوتی تھی لیکن اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کبھی ایک سچائی ایک گہرائی ایک عظمت ایک فکر ایک گفتگو ایک صبح ان راستوں میں کتنی مشکل بن جاتی ہے جو ان کے سمجھنے کے اہل نہیں ہوتے۔

امیر المومنین علیؑ ابن ابیطالبؑ کی ذات گرامی بھی ایسی ہی عظیم ہستیوں میں سے ایک ہے، بلکہ پیغمبر اسلامؐ کے بعد سارے عالم انسانیت کی وہ عظیم ترین ہستی ہے جو ایک خاص ہدایت پر مامور رہے اور جو کل سے زیادہ آج انجانا اور اجنبی ہے۔ کاش انجانا اور اجنبی ہی ہوتا تو بہتر تھا مگر آج کی فکری انتہائی پست فطرتوں نے اسے سمجھنے کی کوشش کی ہے۔ کاش اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتے تو بہتر تھا۔ محققین نے علیؑ کو میدان جنگ میں ایک ماہر شمشیر زن، محدود شہر میں جاذب حساس اور پر عمل سیاست داں اور گھریلو زندگی میں انتہائی شفیق مہربان اور منظم فرد کی حیثیت سے دیکھا لیکن علیؑ زندگی کے تمام شعبوں میں ایک جوہر اور مکمل انسان کا اعلیٰ ترین نمونہ تھے۔ تاریخ شاہد ہے کہ اکثر آپ نصف شب میں لوگوں کی نگاہوں سے چھپ کر اطراف مدینہ کے نخلستان میں جاتے اور کنوؤں کے دہانے پر اپنا سر رکھ کر فریاد کیا کرتے تھے۔ آپ کی فریاد کا باعث وہ رنج والم ہرگز نہیں تھا جو آپ کو عرب قوم، مدینے کے افراد اور اپنے گرد وپیش کے ماحول سے پہنچا تھا بلکہ علیؑ کا درد وکرب اور رنج والم اس سے بھی کہیں سوا تھا۔ وہ اپنے آپ کو اس عالم کا اسیر پاتے تھے۔ یہ تنگ اور کم مایہ دنیا ان کی آنکھوں طلب روح کی راہ میں حائل تھی۔ وہ یہاں ایک گھٹن محسوس کرتے تھے۔ یقیناً علیؑ کی ذات گرامی ہر انسان سے بڑھ کر ان بلند پایہ جوہروں کو محسوس کرتی تھی جو اس عالم وجود میں ناپید ہیں۔ وہ اپنے آپ کو اس دنیا میں سب سے زیادہ بیگانہ محسوس کرتے تھے اور اس وجہ

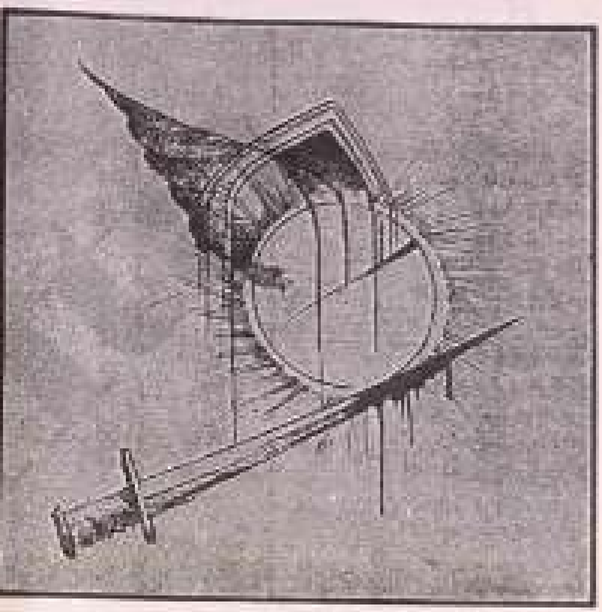

احساس بیگانگی کے سبب انھیں اس عالم میں سب سے زیادہ صدائے فریاد بلند کرنا تھا اور علم کی اس انتہا نے اس آسمانی ہستی کو کمال شدت سے اس طرح کی فریاد پر مجبور کر دیا۔

دنیا کے دیگر مفکرین جو اس حقیقت سے نا آشنا رہے، بے شک اگر اس عالم آب و گل کو سب کچھ سمجھتے اور اپنی تمام تر فکری اور فلسفیانہ زندگی کو اس بات پر صرف کر دیا کہ انسان اپنے آپ کو یہاں اور صرف یہاں کی زندگی سے وابستہ رکھے۔ سارتر نے اپنی تمام فلسفی تحریروں میں اس عقیدے کا اظہار کیا ہے کہ انسان اور عالم وجود سے متعلق حقائق مادے کی پیداوار ہیں اس کا سارا فلسفہ یہ ثابت کرتا جاتا ہے کہ انسان اور اس عالم مادہ کے سوا اور کچھ نہیں، جو کچھ ہے یہی ہے اور یہیں ہے، مگر ایسا نظریہ رکھنے والا بھی غیر شعوری طور پر ایک کرب اور اضطراب میں مبتلا نظر آتا ہے۔ وہ زندگی کو استفراغ سمجھتا ہے، اس کے نزدیک یہ کائنات پست، خام اور احمق ہے۔ لیکن ایسے دنیا کہنے کا استحقاق نہیں۔ یہ تو وہی کہہ سکتا ہے جو اس دنیا کے علاوہ کسی اور دنیا کو اس سے زیادہ اعلیٰ، ارفع اور اقدس جانتا ہو اور ایسی مقدس ذات علی ابن ابی طالبؑ کی ہے۔ انسانی فطرت کو ایسی گرانقدر عظیم ہستی کی ہر دور میں تلاش رہی اور یہی خواہش رہی کہ ربانی و تقدس، محبت و شجاعت، سخن پروری و وفاداری کے مختلف بکھرے ہوئے نمونے سمٹ کر ایک ہو جائیں اس لئے کہ انسان کو زندہ رہنے کے لئے اعلیٰ پاکیزہ اور مطلق نمونوں کی ضرورت ہے جسے وہ زندگی کی راہوں میں ہمیشہ پیش نظر رکھے اور اس سے اپنی روح میں بالیدگی محسوس کرے۔

بشری فطرت اپنی تلاش میں اس وقت منزل مقصود کو پہنچی جب انسانوں کے لئے ارض مقدس پر بنائے گئے سب سے پہلے گھر کے اندر فاطمہ بنت اسد کی آغوش میں ہاشمی خاندان کا چشم و چراغ، عمران کا فرزند، حضور اکرم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا قوت بازو، مصداق حدیث ... انا و علی من نور واحد، علی کرار غیر فرار، شیر خدا، ابوتراب، داماد رسالتمآب، سید الوصیین، امیر المومنین، غالب علی کل غالب، علی ابن ابی طالب علیہما الصلوٰۃ والسلام منظر شہود میں آئے۔ دنیا کا یہ پہلا اور آخری حیرت انگیز اور عجیب واقعہ ہے کہ کسی معبد میں کسی بچے کی ولادت ہوئی ہے۔

علی کو حق نے اتارا تو بیچ کعبہ میں
کھلی جو آنکھ تو پیش خدا کا گھر دیکھا

کیا ہے اس ذات گرامی کو جس کے لئے وہ بیت الحرام جو خانہ بنایا گیا جو عظمت و شرف کے علاوہ عظمت ہستی پر اپنی اولیت کی بھی سند رکھتا ہے۔ ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارکا وھدی للعالمین۔ بے شک روئے زمین پر انسان کے لئے سب سے پہلا عبادت خانہ جو مکہ معظمہ میں بنایا گیا وہ باعث برکت اور سارے جہان کے لئے سرچشمہ ہدایت ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ انا و علی من نور واحد۔ میں اور علی دونوں ایک ہی نور سے ہیں۔

اے نور کے پتلے بتا مجھے کیا خاک سے نسبت
احسان ترا ہے جو زمیں پر اتر آیا

اس نور کے پیکر کی سیرت دوسروں کے لئے ایسی راہیں پیدا کرتی ہے جن پر وہی چلتے ہیں جنھوں نے پیغمبر اسلام کی تعلیمات کا صدق دل سے مطالعہ کیا ہے۔ علی کی سیرت کو تاریخ کے آئینہ میں دیکھیں یا رسول اعظم کی احادیث میں تلاش کریں، دونوں میں ہی اسلامی تقدس و ربانی کا جلوہ نظر آتا ہے اور ایک ایسی عظیم ہستی دکھائی دیتی ہے جو ان تمام اعلیٰ اور مطلق نمونوں کو اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے جو روئے زمین پر کسی انسان میں نہیں ہو سکتی ہیں۔ اس کا نطق اور استدلال، گفتگو اس درجہ بلند اور خوبصورت، پُر زور اور دلنشیں ہے کہ تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ غور کیجئے تو کبھی یہ محسوس ہوتا ہے کہ اس ذات میں متناقض نمونوں کا ایک مجموعہ ہے۔ وہ ایک طرف سخی ہے تو دوسری طرف مرد شمشیر و جنگ کے میدان میں علی کی تلوار ان کی شجاعت، طاقت، حوصلہ و ہمت کا مظاہرہ ہے تو سماجی زندگی میں ایک یتیم کے مقابل انتہائی ضعیف کمزور، ناتواں، لرزاں اور پریشان خاطر نظر آتے ہیں جب رزم میں دشمن کے ساتھ اتنا سخت رویہ ہے کہ وہاں آپ کی ذات سراپا مظہر خشونت ہے۔ آپ کی ذوالفقار خونریزی و تباہی کی آئینہ دار ہے اور بزم میں آپ سے زیادہ صابر، عفو و درگزر کرنے والا کوئی نظر نہیں آتا۔

رسول اعظم نے علی ابن ابی طالب کو ہر موقع پر مختلف حیثیت سے متعارف فرمایا اور بعض ایسی ذمہ داریاں بھی سپرد کیں جن پر آہنگ تاریخ انگشت بدنداں ہے۔ جنگ

ذاتِ حیدرؑ کو کوئی کیا جانے
بانیؐ جانے یا خدا جانے

حضرتؐ فرماتے ہیں: علی منی وانا من علی "علی مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔" حب علی ایمان و بغضہ کفر "علی کی محبت ایمان ہے اور ان کا بغض کفر ہے۔" النظر الی علی بن ابیطالب عبادۃ وذکرہ عبادۃ "علی بن ابیطالب کی طرف دیکھنا عبادت ہے اور ان کا تذکرہ کرنا بھی عبادت ہے۔" ابتداءً یہ دیکھئے کہ حضور سرور کائنات فخر موجوداتؐ فرماتے ہیں: زینوا مجالسکم بذکر علی بن ابیطالب۔ "اپنی نشستوں کو علیؑ ابن ابیطالب کے تذکرے سے زینت بخشو۔" یقیناً اس حکم کے پس پردہ یہ راز مضمر نظر آتا ہے کہ علیؑ کی ذات جامع صفات کی سیرت اور کردار جو نوعِ انسان کی زندگی کے ہر شعبہ کی تمام تر خوبیوں اور کمالات کا مظہر ہے، اس کے تذکرہ سے ہماری کردار سازی ہوتی ہے اور سیرت سنورتی ہے، لیکن اس فہم و ادراک کے لئے ایسے اذہان کی ضرورت ہے جو صالح اور حق پسند ہوں۔ ایسی صالح اور حق پسند مقدس ہستیاں جنہوں نے معرفت و حق شناسی کے بعد ہی مولائے کائنات علیؑ ابن ابیطالبؑ کے بارے میں اپنے خیالات و تاثرات کا اظہار فرمایا ہے ان میں سے چند کے افکار ملاحظہ ہوں:۔

خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ فرماتے ہیں:

اوصافِ علی بہ گفتگو ممکن نیست
گنجائشِ بحر در سبو ممکن نیست

علیؑ کے اوصاف کا الفاظ میں بیان ممکن ہی نہیں ہے۔ جیسے پیالے میں سمندر کا سمانا ممکن نہیں ہے۔ حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کی کتاب "بحر المعانی" کی ایک عبارت کا نفس ترجمہ ملاحظہ ہو:۔

"اگر میں علیؑ مرتضیٰ کے مناقب کا ایک شمہ ظاہر کروں تو آفتاب کا جہان بالکل محو ہو جائے اور جو کچھ میں نے آفاق سے مشاہدہ کیا ہے اگر اس کو بیان کروں تو آدمؑ سے عیسیٰ ابن مریمؑ تک تمام انبیاء کی نبوت کا خاندان اسی جناب سے خیال کریں۔"

امیر المومنین علی ابن ابیطالبؑ کے ان ہی اوصاف میں ان کی سیرت اور کردار کے واضح نقوش نظر آجائیں گے۔ وہ سیرت کے اعتبار سے بلند ہی نہیں بلکہ سیرت نے اسی ستودہ صفات ہستی سے جلا پائی اور سربلندی حاصل کی۔

علیؑ ایک عدیم المثال شخصیت کے مالک ہیں۔ ایک مرد کامل کے لئے جو صفات لازم ہیں وہ علیؑ کی ذات گرامی میں بدرجہ اتم موجود ہیں، چنانچہ ایسی کوئی بھی صفت نہیں ہے جو انسان کے لئے لازم ہو اور علیؑ میں نہیں پائی جاتی ہو۔ اور یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ ابوالبشر حضرت آدم علیہ السلام سے روح اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیاء و رسل کے اوصاف میں علیؑ برابر کے شریک ہیں۔ اس کے ثبوت میں سید المرسلین، رحمۃ للعالمین، رسول خدا حضرت محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء کی حدیث شریف ملاحظہ ہو:۔

من اراد ان ینظر الی آدم فی علمہ والی نوح فی فہمہ والی ابراھیم فی خلتہ والی موسیٰ فی مناجاتہ والی داؤد فی قوتہ والی سلیمان فی بھجتہ والی یوسف جمالہ والی ایوب فی صبرہ والی یحییٰ فی زھدہ والی عیسیٰ فی سنتہ فلینظر الی علی ابن ابیطالب فان فیہ تسعین خصلۃ من خصال الانبیاء جمعھا اللہ فیہ ولم یجمعھا فی غیرہ۔

"جو شخص دیکھنا چاہتا ہے آدمؑ کو ان کے علم میں، نوحؑ کو ان کے فہم میں، ابراہیمؑ کو ان کی خلت میں، موسیٰؑ کو ان کی مناجات میں، داؤدؑ کو ان کی قوت میں، سلیمانؑ کو ان کی ہیبت میں، یوسفؑ کو ان کے جمال میں، ایوبؑ کو ان کے صبر میں، یحییٰؑ کو ان کے زہد میں، عیسیٰؑ کو ان کے طریقہ میں تو اسے علیؑ ابن ابیطالب کی طرف دیکھنا چاہیئے اس لئے کہ اللہ نے ان میں انبیاء کے خصائل میں سے نوّے خصلتیں جمع کر دی ہیں اور ان کے علاوہ کسی میں بھی اکٹھا نہیں کی ہیں۔"

بس یہی وجہ ہے کہ پیغمبر اسلامؐ نے علیؑ کے ذکر کو مسلمانوں کی نشستوں اور جلسوں کی زینت قرار دیا اور فرمایا ذکر علی عبادۃ۔ علیؑ کا ذکر عبادت ہے۔

تاریخ کے اوراق گواہ ہیں۔ رسول اعظمؐ کو جب "اقرأ" کا حکم آیا اور آنحضرتؐ نے تبلیغ کا آغاز کیا تو علیؑ ہر منزل پر آپ کے معاون و مددگار تھے۔ دعوتِ ذوالعشیرہ کی منزل میں جب فرزند عبداللہ کی طرف سے نصرت کا تقاضا کیا گیا تو وعدہ نصرت علیؑ نے نبھایا تھا۔ اس طرح دونوں بھائیوں نے دین کی خدمت کے لئے قدم بڑھائے اور علیؑ کا وعدۂ نصرت اس امر کا غماز کہ "یا رسول اللہؐ قرآن کی تلاوت آپ فرمائیں گے تفسیر میں بتاؤں گا، جہاد کا حکم آپ دیں گے تلوار سے جہاد کر کے میں دکھاؤں گا۔ مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت آپ کریں گے آپ کے پاس موجود امانتوں کو ان کے حقداروں میں، میں پہنچاؤں گا۔ شب ہجرت بستر آپ کا ہوگا، آپ کے بستر پر نفس رسولؐ بن کر میں سوؤں گا۔ خانۂ خدا کو بتوں سے پاک کرنے کا حکم آپ دیں گے آذری بتوں کو مسمار میں کروں گا۔ شب معراج عرش علا کی طرف آپ جائیں گے زمین پر لشکر اسلام کی حفاظت میں کروں گا۔ صاحب کوثر آپ ہوں گے ساقی کوثر میں ہوں گا۔ خیبر کی فتح کا وعدہ آپ فرمائیں گے فتح میں کروں گا۔ ترویج اسلام کے لئے کوشش آپ کی ہوگی آپ کی کوششوں کی حفاظت میں کروں گا۔ حق کی رسالت آپ فرمائیں گے باطل کی کمر میں توڑوں گا۔" اس طرح یہ دونوں ذوات مقدسہ قدرت کا عظیم شاہکار، رفعتِ انسانی کی بلند ترین مثال اور کرامت انسانی کے لئے جدوجہد کا بے نظیر عملی نمونہ ہیں۔ اور زندگی کے ہر شعبہ میں ان کے روشن آثار موجود ہیں۔ نہ محمدؐ علیؑ سے جدا ہیں اور نہ علیؑ محمدؐ سے جدا ہیں۔ اس اعتبار سے علیؑ نے جو کچھ حاصل کیا وہ سب اپنے آقا اور مولا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل کیا اور علیؑ کی سیرت وہی ہے جو پیغمبر اسلامؐ کی سیرت ہے۔

اسلامی انقلاب ایران کے عظیم رہنما کا پیغام
یوم قدس کے موقع پر

سارے دنیا کے مسلمان بھائیو! عظیم الشان ایرانی قوم!

عالمی یوم قدس کے موقع پر میں دنیا کے غیرت مند مسلمانوں کو ایک بار پھر پہلے سے زیادہ تاکید و اصرار کے ساتھ مظلوم فلسطینی قوم کی حمایت اور ان کے دفاع کے اہم اور فوری فرض کی یاد دہانی کرا رہا ہوں۔ آج جبکہ اقوام یورپ اپنے ان علاقوں عہد و پیمان پر قائم کر رہی ہیں جو دوسری جنگ عظیم کا دن ہیں اور حکومت کرنے کے فی الحال اپنے حق اور آئی عزائم کو کل کی فاتح طاقتوں کی خواہشات پر مقدم سمجھ رہی ہیں، "فلسطینی قوم غاصبوں اور ان کے پشت پناہ خبیث حامیوں کی طرف سے دباؤ، ظلم و ستم کو ہر روز زیادہ سے زیادہ برداشت کر رہی ہے۔ رمضان المبارک کے انہی دنوں میں روزہ دار فلسطینی قوم غاصب دشمن کی طرف سے ہونے والی انواع و اقسام کی سختیاں جھیل رہی ہے۔ مقبوضہ علاقوں میں فلسطینی جوانوں کے خون سے بازار رنگین ہیں اور وہاں کے قید خانے ان سے بھرے ہوئے ہیں۔ ڈیموکریسی اور انسانی حقوق کا جھوٹا دم بھرنے والی مغربی حکومتیں نہ صرف یہ کہ اس صورت حال کے خلاف معمولی اعتراض بھی نہیں کر رہیں بلکہ گاہے گاہے تجاوز کار اور غاصب حکومت کی حمایت اور حوصلہ افزائی کر رہی ہیں۔ حال ہی میں ایک اہم اور دلخراش حادثہ رونما ہوا ہے اور وہ ہے بڑی تعداد میں اکٹھے اور مسلسل روسی یہودیوں کا فلسطینی علاقے میں منتقل ہونا جس کی وجہ سے فلسطینی مسئلہ میں نئی پیچیدگیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ اس مسئلہ کی اہمیت کا اندازہ امریکی اور روسی پوشیدہ فیصلوں سے لگایا جا سکتا ہے۔

بدقسمتی سے عربی ممالک کے سربراہوں کی معنی خیز خاموشی جو بعض معاملات میں خاموشی سے خیانت کی حدود کو چھو لیتی ہے اور اس کے ساتھ فلسطینی قوم کے نام نہاد رہبروں کے ذلت آمیز اور فریب کارانہ رویے، یہ بہانوں، ظلم و ستم اور خیانت کی زنجیروں کے ایسے حلقے ہیں ان کا مقصد یہ ہے کہ فلسطین کی اسلامی سرزمین کو ہمیشہ غاصب کے

...روں کی مظلوم اور مجروح قوم کو قیدی اور خانماں برباد رکھیں ۔ اسرائیل سے لڑائی کا
...تا شور و غل جو عراقی حکومت کے سربراہوں کی طرف سے اٹھتا ہے اور مغرب کے
...یونی ذرائع ابلاغ کی طرف سے بڑی آب و تاب کے ساتھ جسے پیش کیا جاتا ہے
... بالادستی برقرار رکھنے کے پروگراموں کا حصہ اور عرب حکومتوں کی فلسطینی مسئلہ
...سلسلے میں خاموشی کی خیانت کو چھپانے اور روسی یہودیوں کی مقبوضہ فلسطینی علاقہ
...منتقل آبادی جیسے اہم مسئلہ پر پردہ ڈالنے کا وسیلہ ہے۔

پچھلے چالیس سال میں فلسطین اور وہاں کے لوگوں پر غاصب حکومت کی طرف
سے جو کچھ ہوا وہ ہمارے تجربے کے لئے کافی ہے اور یہ ثابت کرنے کے لئے
کافی ہے کہ دنیا پر مسلط طاقتوں اور ان کے وابستگان کی مدد سے اس علاقے
...فلسطین کی نجات کی کوئی امید نہیں ۔ ہمارے عظیم اسلامی انقلاب نے
...واضح کر دیا ہے کہ بڑی سے بڑی مشکلوں کے حل کرنے کی کنجی خود قوموں کے ہاتھ
...میں ہے ۔ یہ انسان کے ارادے ہیں جو اللہ تعالیٰ پر تکیہ اور اس کے وعدوں پر بھروسہ
...سے بڑی بڑی مسلط طاقتوں کی تدبیروں اور آرزوؤں پر غالب آجائیں گے ۔
...حادثات جو آج دنیا کے متعدد علاقوں میں رونما ہوئے ہیں ان سے ایک قوم کا رول
...پہلے سے زیادہ واضح طور پر ثابت ہو گیا ہے۔

فلسطین پر ناجائز قابض صیہونیوں کی وحشیانہ حکومت کے سامنے فلسطینی قوم
...صرف عزم و ارادہ ہے جو مقابلہ کر سکتا ہے اور اپنی بہادرانہ مقاومت سے دشمن
...کو پیچھے ہٹنے اور شکست قبول کرنے پر مجبور کر سکتا ہے ۔ اسرائیلی حکومت نے فلسطین
...حالیہ دنوں میں اپنے شرمناک کارناموں ، فوجی کیمپوں پر وحشیانہ بمباری ، نہتے لوگوں
...کے قتل اور بے اتفاقی سے خود فلسطین کی حدود کے اندر اور باہر یہ بات واضح کر دی
...ہے کہ وہ کسی انسانی اصول اور کسی بین الاقوامی ضابطے کی پابند نہیں ۔ جو کہ روز ہونے والی
...اصول جاتے ہیں ۔ فلسطین اور لبنان میں یہودیوں کی طرف سے مسلسل ہونے
...والے جرائم سے کس طرح چشم پوشی نہیں کر لیں گے ۔ خوش قسمتی سے فلسطینی قوم کی اسلامی
...بیداری نے مستقبل کے لئے آفاق کو بہت بڑی حد تک روشن کر دیا ہے ۔ آج
فلسطینی قوم کی نئی نسل خدا کے نام اور ایمان کی مدد سے جدوجہد میں مصروف ہے ۔ یہ
جدوجہد بہت زیادہ امید افزا ہے اور جیسا کہ نظر آ رہا ہے دشمن خواہ وہ صیہونی
حکام ہوں یا امریکی اور اسرائیل کے دوسرے طرفدار اور خود اس علاقے کے دوسرے
خیانت کار ، یہ سب اس نئی جدوجہد سے پریشان اور خوفزدہ ہیں ۔ جدوجہد کی اصل
سمت کو غیر اہم بنانے اور اسے پوشیدہ رکھنے کی خاطر ہر وسیلے کا سہارا لیا
جا رہا ہے جن میں سے آخری حربہ اسرائیل پر حملے کا وہ کھوکھلا اور جھوٹا نعرہ
ہے جو عراق کے گھمنڈی حاکم زبان پر لا رہے ہیں ۔ سب جانتے ہیں کہ عراق کی

حکومت ان ہتھیاروں کو جو اس نے بڑی طاقتوں سے حاصل کئے ہیں ، اسرائیل کے
خلاف جو خود بڑی طاقتوں کے زیر سایہ زندہ ہے ، ہرگز استعمال نہیں کرے
گی ۔ یہ ہتھیار مغرور اور بالادستی کی شکار طاقتوں کے مقاصد پورے کرنے یا اس
علاقے کے دولتمندوں سے حصول خراج کے علاوہ کسی اور کام کے لئے استعمال نہیں
کئے جائیں گے۔

غاصب حکومت کے خلاف جدوجہد کا صحیح راستہ وہی ہے جو آج خود فلسطینیوں
نے دریافت کر لیا ہے اور اس راستے پر مضبوطی سے قدم بڑھا رہے ہیں ۔ تمام
مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس مقدس کام میں ان کا ہاتھ بٹائیں ۔ آج مسلمان حکومتوں
کا مسئلہ فلسطین سے غفلت برتنے کا کوئی بھی عذر قابل قبول نہیں ۔ غاصب حکومت
جس نے وحشیانہ اور جارحانہ رویے کو انتہا تک پہنچا دیا ہے ، اور اعلان کر رہا ہے کہ
[illegible] خطرناک مقاصد کو پورا کرنے کے لئے ہر قسم کے گھناؤنے جرم
کرنے کے لئے تیار ہے ۔ فلسطینی قوم کی اسلامی بغاوت سب پر حقیقت آشکار کر رہی ہے
اور دکھا رہی ہے کہ دشمن کے ہر طرف سے دباؤ اور دوستی کا دم بھرنے والوں کے
مکر و فریب کے باوجود مقابلے اور مقاومت کا درخت خشک نہیں ہوا بلکہ اس کی
جڑیں اور گہری اور اس میں زیادہ ثمر بار ہو گئی ہیں ۔ لہذا سب حکومتوں اور قوموں پر
واجب ہے کہ فلسطین کے اسلامی مسئلے کو نظریاتی طور پر خود اپنے صف اول کے
مسائل میں جگہ دیں اور حتی المقدور ان کی مدد کریں ۔

اس سال رمضان المبارک کا آخری جمعہ جسے ہمارے عزیز امام راحل رضوان اللہ علیہ
نے یوم قدس کا نام دیا ہے ، ہمارے سامنے ہے اور اس ماہ رمضان میں ہم کو چاہیے کہ
شبہائے قدر کے آس پاس راتوں میں جس طرح شب قدر میں صبح تک بیدار رہ کر بارگاہ
الہی میں گریہ و زاری اور دعا کرتے ہیں کہ ہمارا مستقبل ہماری خواہشات کے مطابق تشکیل
پائے ، یوم قدس اور ان تمام دیگر حساس دنوں کو جو اسلامی تاریخ کے لیلۃ القدر ہیں ،
بیداری اور ہوشمندی کے ساتھ گذاریں اور جب تک مسلمان حکومتوں اور خاص طور پر
فلسطین کی مظلوم مگر بہادر قوم کی نجات کی صبح طلوع نہ ہو جائے ہم اپنی کوشش جاری
رکھیں ۔ مجھے امید ہے کہ ہماری عظیم قوم اس یوم قدس کے موقعہ پر بھی ہمیشہ کی طرح
مکمل طور پر متحد اور شانے سے شانہ ملا کر بازاروں میں اور مساجد میں اور جلوس کی
شکل میں دوسروں تک پہنچنے والی اپنی آواز اور بجلی کی گرج کی مانند اپنی صدا کو دنیا
والوں کے کانوں تک پہنچا دیں گے اور اس بات کو واضح کر دیں گے کہ امام خمینی کی عظیم قوم
ہمیشہ فلسطینیوں کے ساتھ اور ان کے دشمنوں کی دشمن ہے ۔

والسلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

سید علی حسینی خامنہ ای ۔

عالمی یوم قدس کی مناسبت سے

سفیر جمہوری اسلامی ایران

جناب ابراہیم رحیم پور کا پیغام

اسلام علیکم ورحمۃ اللہ

روزہ دار بھائیو اور بہنو! خداوند عالم آپ کی عبادتوں کو قبول فرمائے۔

امسال ماہ رمضان المبارک یعنی ماہ الٰہی کی جمعہ کی تاریخ یوم جمعۃ الوداع عالمی یوم قدس ہے۔

امام خمینیؒ نے ۱۰ سال قبل یعنی انقلاب اسلامی ایران کی کامیابی کے ابتدائی مہینوں میں اس موضوع کی اہمیت کو نگاہ میں رکھتے ہوئے بیت المقدس کے غاصبوں اور ان کے طرفداروں کے خلاف عالمی احتجاجات میں وسعت و ہماہنگی کے لئے اس دن کو عالمی یوم قدس قرار دیا۔ درحقیقت یوم قدس کا اعلان محض سیاسی اور ہر قسم کے ظلم کے خلاف جدوجہد کے پہلو کا حامل نہیں ہے جس سے اسلامی معاشرے کے ایک حصہ کی عزت و حرمت و شرافت کو بچایا جائے اور پورے اسلامی پیکر کو مستقل بنانے کی کوشش ہے بلکہ اس دن کو اعلان اسلام مذہبی فریضہ کی ادائیگی بھی ہے۔ قرآنی آیات "وما لکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ والمستضعفین من الرجال والنساء والولدان الذین یقولون ربنا اخرجنا من ھذہ القریۃ الظالم اھلھا واجعل لنا من لدنک نصیرا"

(سورہ نساء آیت ۷۵)

نیز روایت شریفہ "من اصبح ولا یھتم بامور المسلمین فلیس بمسلم" میں اس دینی فریضہ پر زور دیا گیا ہے۔ مذکورہ آیت میں پروردگار عالم کھلے انداز میں پوچھتا ہے کہ تمہارے مرد، تمہاری عورتیں اور تمہارے بچے ظلم کے خلاف جدوجہد کیوں نہیں کرتے ہیں یا یہ کہ روایت میں نبی اکرمؐ ان لوگوں کو مسلمان نہیں سمجھتے جو شام کو بیگانگی سے سو جاتے ہیں لیکن مسلمانوں کے معاملات میں غور و فکر نہیں کرتے۔ ان آیات و روایات کی روشنی میں یہ بات پوری طرح واضح اور روشن ہو جاتی ہے کہ یوم قدس کے مظاہروں میں مسلمانوں کی شرکت کا اعلان ایک دینی فریضہ ہے چاہے یہ بات رجعت پسند طاغوتی حکام، امریکی ایجنٹ اور درباری علماء و واعظین کے افکار و عقائد سے میل نہ کھاتی ہو۔ اور اگر ان لوگوں نے فلسطینی مظلوموں کی آواز پر مسلمانوں کی صدا سے لبیک کی راہ میں رکاوٹیں پیدا کی ہوتیں تو ہر سال یوم قدس کے موقع پر پوری دنیا میں امت اسلامیہ کا ایک عظیم سیلاب امڈ پڑتا۔ اس موقع پر امت اسلامیہ عالم صیہونی حکومت کے وحشیانہ مظالم اور مقبوضہ علاقوں میں صیہونی بستیوں کے خلاف صیہونیت مردہ باد اور صیہونی حکومت کے طرفدار مردہ باد کا نعرہ بلند کرتے ہیں تاکہ فلسطینی مسلمان خود کو لاوارث اور بے سہارا نہ محسوس کریں اور اس طرح جب انہیں بین الاقوامی حمایت و پشت پناہی کا اندازہ ہو جائے گا تو وہ اور زیادہ مضبوط ارادہ کے ساتھ تمام مقبوضہ علاقوں کی واپسی کے لئے اپنی جدوجہد جاری

(باقی صفحہ ۲۰ پر)

سرزمینِ ایران

(تہران)

گذشتہ شماروں میں ہم ایران کی مختصر تاریخ بیان کرتے ہوئے اس امر کی جانب اشارہ کر چکے ہیں کہ ایران میں ظہورِ اسلام سے قبل اور بعد از اسلام کتنے خاندان حکمران رہے۔ نیز مملکت ایران کی جغرافیائی وسعت و کیفیت، یہاں کی آب و ہوا اور موجودہ مملکت جمہوری اسلامی ایران کی حدود اربعہ نیز اس کی سیاسی سرحدوں کے بارے میں بھی بیان کر چکے ہیں۔ اس ملک پر حکمرانوں کی تاریخ لکھتے ہوئے ہم یہ بھی بتا چکے ہیں کہ پہلوی خاندان کا زوال کن اسباب کی بنا پر ہوا اور جمہوری اسلامی ایران کی تشکیل میں کیا نظام کار فرما رہے ہیں۔ اس شمارے میں ہم اس ملک کے صوبوں اور اس کی انتظامیہ تقسیم کا حال بیان کرتے ہوئے اس شہرِ اعظم سے متعلق گفتگو کریں گے جو اب علاحدہ طور پر ایک صوبہ ہے تاکہ ہمارے قارئین اس بین الاقوامی شہر کی خصوصیات سے واقف ہو جائیں۔

”راہ اسلام“ کے سابقہ شماروں میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ مملکت ایران کا نظام حکومت جمہوری اسلامی ہے۔ ملک کی قیادت و پیشوائی کا اعزاز و مرتبہ ولی فقیہ کو حاصل ہے۔ ولی فقیہ کے بعد منصب صدر جمہوریہ ملک کا اعلیٰ و بلند ترین منصب ہے۔ اراکین حکومت کا انتخاب صدر جمہوریہ کی جانب سے عمل میں آتا ہے۔ بعد ازاں مجلس شورائے اسلامی میں پیش کئے جاتے ہیں۔ مجلس کی رائے اعتماد جب ان افراد کو حاصل ہو جاتی ہے تو انہیں اراکین حکومت تسلیم کیا جاتا ہے۔ مجلس شورائے اسلامی ۲۷۰ اراکین پر مشتمل ہوتی ہے۔ ان اراکین کا انتخاب رائے عامہ کے ذریعے چار سال اور اسے مخفی راز میں رکھا جاتا ہے۔ اراکین مجلس کے اتفاق رائے سے جب قوانین منظور کر لئے جاتے ہیں تو انہیں شورائے نگہبان کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ یہ شوریٰ ۱۲ افراد پر مشتمل ہوتی ہے اور اس کا ہر رکن درجۂ فقیہ کا حامل ہوتا ہے۔ ان میں سے ۶ افراد کا انتخاب رہبر مملکت ولی فقیہ کی جانب سے ہوتا ہے اور باقی ۶ افراد کو شورائے عالیٔ عدلیہ منتخب کرتی ہے۔ جب شورائے نگہبان اس امر کی تائید کرتی ہے کہ منظور شدہ قوانین شریعت اسلامیہ کے منافی نہیں ہیں تو انہیں قابل اجرا تسلیم کیا جاتا ہے۔

جمہوری اسلامی ایران کی قوت قضائیہ کی تشکیل دیوان عالی مملکت، شورائے عالی عدلیہ اور عدالت عالیہ کے ذریعے ہوتی ہے۔

حالیہ انتظامی تقسیم کے مطابق مملکت جمہوری اسلامی

ایران ۲۴ صوبوں، ۱۹۵ شہرستانوں (تحصیلات) اور ۵۰۰ اضلاع پر منقسم ہے۔ ہر صوبہ کا افسر اعلیٰ صوبہ دار ہوتا ہے۔ جسے وزیر داخلہ مملکت کی جانب سے منتخب کیا جاتا ہے۔ ہر صوبہ میں واقع شہرستانوں کا شہردار اس کا انتخاب کر کے انہیں ان کے مناصب پر مقرر کرتا ہے۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ایران میں کسی صوبے کی حیثیت مستقل ریاست کی نہیں۔ داخلی امور کسی مقامی جماعت کے دست اختیار میں نہیں ہوتے بلکہ ہر صوبے کے انتظامی امور براہ راست وزیر داخلہ کی نگرانی میں مرکزی حکومت کے نائبین انجام دیئے جاتے ہیں۔

صوبہ تہران

ایران کے ۲۴ صوبوں میں صوبہ تہران خاص اہمیت کا حامل ہے۔ اور کہا جا سکتا ہے کہ یہ ہندوستان کے پایۂ تخت شہر دہلی سے مشابہ ہے البتہ رقبے میں اس سے کہیں زیادہ اگرچہ ابتدا میں اس کی اہمیت دہلی شہر سے زیادہ نہ تھی لیکن اب چونکہ ملک کا دارالحکومت ہے اس لئے آہستہ آہستہ وسیع و عریض ہونے لگا اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ ہر طرف سے اپنے گرد و نواح کے علاقوں سے متصل ہو گیا اس وسعت پذیری کے بعد ہی تہران علم کی تشکیل عمل میں آئی۔ اگرچہ دیگر تمام صوبوں کی مانند یہ بھی ایک صوبہ ہی ہے مگر ان سے کہیں زیادہ مختلف۔ لیکن بہرصورت اب یہ جمہوری اسلامی ایران کا مرکز و دارالحکومت ہے۔ تازہ ترین مردم شماری کے اعداد و شمار کے مطابق ۱۹۸۶ء میں اس کی آبادی ساٹھ لاکھ سے زیادہ نفوس پر مشتمل تھی۔ اس شہر کی ترقی و توسیع شاہ طہماسپ اول صفوی (۱۵۲۴ء تا ۱۵۷۶ء) کے عہد سے شروع ہوئی۔ اس کے حکم سے ۱۵۵۳ء میں ایک بازار کی تعمیر ہوئی اور شہر کے گرد فصیل بنائی گئی۔ قاچاری خاندان کا بانی آغا محمد خان (۱۷۷۹ء تا ۱۷۹۷ء) جب تخت سلطنت پر متمکن ہوا تو اس نے اس شہر کو اپنا پایۂ تخت قرار دیا جس کے باعث اس شہر میں بہت سے عالیشان محلات شاہی اور ایوانات عالی کی تعمیر کا آغاز ہوا۔ آغا محمد خان قاچار کے بعد اس کے جانشین فتح علی شاہ (۱۷۹۷ء تا ۱۸۳۴ء) نے بھی اس شہر کو اپنا دارالسلطنت کی حیثیت سے پسند کیا۔ جس کی وجہ سے اس شہر کی رونق و آبادی میں روز بروز اضافہ ہونے لگا۔ چنانچہ اس کے عہد سے اب تک یہ ملک کا اہم ترین شہر اور دارالحکومت ہی چلا آرہا ہے۔

شہر تہران: انقلاب سے قبل کی دلچسپ کیفیت اور مسلط کردہ جنگ کی گراں باری کے باعث اس کے گلی کوچوں میں صفائی کی جو کمی ہے اگر اس سے چشم پوشی کی جائے تو یہ زندہ دل اور جیتا متحرک اور پرجوش شہر ہے۔ قدیم روایات اور عہد کی تمام ضروریات کا حامل ہونے کے باعث یہ ایسا شہر بن گیا ہے جس میں قدیم و جدید عناصر کا باہمی امتزاج نظر آتا ہے۔ تہران اور اس کی مختلف ابعاد کو درک کرنے کے لئے چشم بینا اور عمیق تفکر درکار ہے۔ بہرصورت یہ شہر جیسا بھی ہے گرمجوشی سے مہمانوں کو ہمیشہ

میدان انقلاب انتہائی چہل پہل والا مرکز جو اوائل انقلاب کی یاد تازہ کرتا ہے۔

میدان شہدا (میدان ژالہ سابق)

اس میدان میں اوائل
شہریور ۱۳۵۷ ہجری شمسی
ہزاروں
افراد راہ اقتصادی
اسلام و انقلاب اسلامی
درجۂ شہادت پر
فائز ہو گئے۔ اس کے بعد
میدان کا نام "ژالہ" سے
شہدا ہو گیا ہے۔

سی آمیز کہتا ہے۔ چنانچہ ہر وہ شخص جو یہاں پہلی مرتبہ وارد ہوتا ہے اسے یہ شہر عجیب و غریب نظر آتا ہے۔ یہی وہ شہر ہے جہاں عظیم ترین سیاسی و مذہبی اجتماعات ہوتے ہیں ان میں سے قطع نظر اس شہر کا جغرافیائی محل وقوع بھی قابل دید ہے۔ یہ شہر ہے کوہ دماوند کی (۵۶۷۱) میٹر اونچی چوٹی کے پہلو میں شمالی ایران کے پہاڑی سلسلوں اور وادیوں کے درمیان اپنے دامن کو اس قدر وسیع کیا ہے کہ وہ کوہ تنگ کی رہگذار سرحد سے جا ملا گیا ہے۔ اپنی وسعت کے اعتبار سے یہ دنیا کا وسیع دارالحکومت ہے۔ اگرچہ یہ شرقی ہے نہ غربی بلکہ ایک ایرانی شہر ہے مگر اس کے مشرقی و مغربی عناصر و کیفیات کا مظہر اور ان کے امتزاج کا منظر پیش کرتا ہے۔

کی ترقی کے باعث گزشتہ دس سال کے دوران مہاجرین کا ایک سیل ہے جو اس طرف یہ ہجوم چلا آ رہا ہے جس کی وجہ سے اس شہر کی بنیادی شکل و ہیئت بدل گئی ہے۔ اس شہر نے اپنے روایتی مظاہر کی پاسداری کرتے ہوئے از سر نو تعمیر میں رنگ برنگے ممالک کے تمدنی اثرات بھی قبول کئے ہیں۔ چنانچہ ان روایتی و مذہبی آثار و تعمیرات کے پہلو بہ پہلو جو خالص اسلامی تہذیب کی آئینہ دار ہیں ایسی بھی فلک بوس ایرانی طرز کی عمارات نظر آتی ہیں جو اہل دانش و بینش کو دعوت نظارہ دیتی ہیں۔ بین الاقوامی زمینی و فضائی منازل گاہوں (TERMINALS) کے پہلو بہ پہلو ایسی شاہراہیں اور چھوٹی بڑی گزرگاہیں بھی موجود ہیں جو اس شہر کو قرب و جوار کے سروں سے متصل کرتی ہیں۔

تہران، مملکت جمہوریہ اسلامیہ کا دل ہے۔ یہ وہ شہر ہے جہاں عظیم و اہم فیصلے کئے جاتے ہیں۔ یہ سیاسی، اقتصادی اور ثقافتی زندگی کا محور و مرکز ہے۔ چونکہ دینی مدارس کا شہر قم اس کے بہت نزدیک واقع ہے اور اس کے ساتھ براہ راست اس کا تعلق ہے، اس لئے مسجد سپاہ سالار کے باعث اس دیارِ آباد کو دینی مرکز سے بھی تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ تہران اسلامی انقلاب کا دست و بازو ہے اور اس کے ساکنین شہر مشرق وسطیٰ کے انتہائی پرجوش و سرگرم انسان۔ وہ تمام ممالک جنہیں عہد حاضر کی زندگی کا مرکز کہا جاتا ہے، ان کے سفارت خانے اسی شہر میں واقع ہیں اور جن کے درمیان سفارتی تعلقات بھی ہے جس کے دورے بہ تحقیق معانی روز روشن کی طرح عیاں ہیں کہ ایران کا اہل حق کے ساتھ کتنا گہرا ربط و تعلق ہے۔ اس شہر میں ہر شخص اپنے ذوق و شوق کے مطابق زندگی بسر کرتا ہے۔ یہاں ایسے متعدد فنون لطیفہ کے مراکز ہیں جہاں نہ صرف پیشہ ور فنکار جمع ہوتے ہیں بلکہ اہل ذوق بھی اپنے جذبۂ خیالات کی تسکین کے لئے آتے ہیں۔ اس شہر کے اطراف میں ایسے نوادر خانے بھی ہیں جہاں عجائبات عہد قدیم کے نمونے محفوظ ہیں اور ایسے نگار خانے بھی جہاں عالمی شہرت یافتہ نگاروں کی تازہ ترین تخلیقات نمائش کے لئے پیش کی گئی ہیں۔ اہل ذوق و نظر کی کاوش جستجو میں لگے ہیں اور ہنری تخلیق و شاہکار سے اپنے جذبۂ شوق کو سیراب کرتے ہیں۔

اس کی جغرافیائی وضع و کیفیت اور آب و ہوا میں تنوع ہے۔ چنانچہ جو شخص بھی جس ذوق کو شائق و طالب ہے وہ اپنے مذاق کے مطابق یہاں آرام و آسودگی حاصل کرتا ہے۔ یہاں کا موسم سرما اتنا سرد ہوتا ہے کہ برف ہی برف نظر آتی ہے۔ موسم بہار انواع و اقسام کے لالہ و گل سے پُر بہار اور ہر قسم کی خوشبو سے مالا مال ہوتا ہے۔ گرمی کی تمازت بھی شدید ہوتی ہے۔ یہاں خورشید اسی آب و تاب سے چمکتا ہے جو سرزمین مشرق کا خاصہ ہے۔ اس کی فصل خزاں دل انگیز اور حسین خوابوں کی مانند دلکش ہوتی ہے۔ وہ پانی جو پورے تہران اور یہاں کے لاکھوں تشنہ لب انسانوں کو سیراب کرتا ہے، وہ اس کے اطراف میں واقع کوہستانی سلسلے کے چشموں سے آتا ہے جسے کرج اور لتیان کے مقامات پر پہاڑوں کے درمیان بند بنا کر روک دیا گیا ہے۔ جہاں اصول صحت کے مطابق اسے مصفا کر کے ان نلوں میں جاری کر دیا جاتا ہے جو یہاں کے ہر گھر تک پہنچتے ہیں۔

اس شہر کے اطراف میں کئی جگہ ایسی قدرتی اور مصنوعی جھیلیں بھی ہیں جو ہر نو وارد کا خیر مقدم کرتی ہیں۔ ان کے کنارے بیٹھ کر اگر کوئی شخص آرام کرنا چاہے تو آرام بھی کر سکتا ہے۔ اگر ماہی گیری کا شوقین ہو تو مچھلیوں کا شکار کر سکتا ہے۔ اور اگر چاہے تو مناظر فطرت سے لطف اندوز ہو سکتا ہے۔ درحقیقت شہر کے اطراف میں واقع یہ جنگل و جھیلیں ہی ہیں جنہوں نے یہاں کی فضا کو اس قابل بنا رکھا ہے کہ آدمی اس عصر اور تیز رفتار وسائل نقل و حمل کے باوجود جو یہاں کی زندگی کا خاصہ ہیں سکون پذیر ہو سکے۔

ایران کے اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد اگر آپ ان تہران جائیں تو ان افسانوی شاہی محلات اور ایوانوں کو جو عہد گذشتہ میں قصر شاہی کہلاتے تھے آزادی سے دیکھ سکتے ہیں۔ یہ اسلامی انقلاب کا فیضان ہی ہے کہ اب یہ عمارات شاہی عوام کی ملکیت ہیں، انہیں عجائب خانوں میں تبدیل کر دیا گیا ہے، اور ان کے دروازے یہاں کے ہر شخص پر کھول دیئے گئے ہیں۔ گلستان محل، نیاوران محل اور سعد آباد محل چار سو ایکڑ زمین سے زیادہ رقبے پر پھیلے ہوئے ہیں۔ ان کا شمار ایسے حسین و جمیل افسانوی محلات میں ہوتا ہے جن کا تصور انسان عالم خواب میں ہی کر سکتا ہے۔

تہران کے دیگر قابل دید مقامات میں مسجد امام خمینی ہے جو بے نظیر عمارت و عبادت گاہ ہے۔ اس کا وسیع صحن دلکش دالان، رنگین خشت پاروں سے آراستہ و مزین حسین گنبد خوشنما نظر آتے ہیں اور صدر دروازے کی جاہ و شوکت ایسی چیزیں ہیں جو ہر سیاح کے لئے باعث کشش ہیں۔ امام زادہ حضرت یحییٰ، امام زادہ حضرت محمد اور امام زادہ حضرت سید اسمٰعیل کے مقبرے بھی یہاں کے قابل دید مقامات میں شامل ہیں۔ ان کے وسیع و عریض صحن پر شکوہ ایوان ان سے متصل ہر مسجد کی رواق و پیشانی، عظیم ضریح کے گرد جالی دار روشن دان، روضے و دیوار پر آئینہ کاری کے خانے اور سرو آسے، امر روا، مطلا گنبدوں کی رنگین خشت پاروں کی آرائش و زیبائش نیز سقہ خانے ایسی جگہیں ہیں جو ہر زائر و مسافر کے لئے باعث عقیدت و کشش ہیں۔

تہران کی دیگر قابل دید جگہیں وہ تفریح گاہیں ہیں جن میں بچوں اور نوجوانوں کے لئے ورزش اور مختلف تفریحات کا ساز و سامان مہیا کیا گیا ہے۔

تہران، متضاد خوبیوں کا شہر ہے۔ تہران قدیم روایات کا آئینہ دار بھی ہے اور جدید دنیا کا ایک شاندار شہر بھی۔ اس کے بازاروں میں اب بھی وہی روایتی شان و رونق نظر آتی ہے۔ مگر ان کے پہلو بہ پہلو عہد جدید کے تاجروں کے دفاتر اور سوداگروں کی منڈیاں بھی ہیں۔ یہاں ہر قسم کا سامان خواہ وہ مقامی صنعت و حرفت کا شاہکار و نمونہ ہو یا درآمدی مال سب کچھ موجود رہتا ہے۔

تہران ایسا شہر ہے جس کی طرف جہاں دین اور
علم و عمل انسانوں کا سیل بہا چلا آ رہا ہے۔ یہاں کے
وسائل نقل و حمل دیکھ کر حیران ہوتے ہیں۔ تہران
تجارت و اقتصادیات کا شہر ہے۔ تہران گرم رفتار بھی ہے
اور قدیم روایتی نرم رفتار زندگی کا آئینہ دار بھی۔ تہران میں
جوانی کا جوش و ولولہ ہے، اس کے رگ و ریشے میں برق
زندگی کا خون دوڑتا رہتا ہے۔ یہ وہ شہر ہے جس نے
ہزاروں سال قدیم روایات کو زندہ رکھتے ہوئے قدیم ورزش
کے طریقوں اور کرتب کے داؤ پیچ کو ہاتھ سے جانے نہیں
دیا ہے۔ یہاں کے اکھاڑے اور زور خانے وہ جگہیں ہیں
جہاں جان و تن کی بالیدگی و پرورش ہوتی ہے۔ یہاں
استاد پہلوان اپنے دست و بازو کا زور دکھا کر اپنے شاگرد
کو کشتی کے گر سکھا کر ان کے حوصلے بڑھاتے ہیں۔

تہران جمعہ کے دن پرشکوہ اور روحانیت سے سرشار
نظر آتا ہے۔ یہ وہ شہر ہے جہاں لاکھوں کی تعداد میں
مومنین باجماعت نماز جمعہ ادا کرتے ہیں۔ ہر ہفتہ اس
روز دانشگاہ تہران نمازگزاروں کا خیرمقدم کرتی ہے۔

نماز جمعہ اور دانشگاہ!! یہ خود اس خبر کے
لئے ایک سوال ہے جو پہلی مرتبہ یہاں نمازگزاروں کو
صف آرا دیکھتا ہے۔ اصولاً فریضہ نماز جمعہ کسی مسجد میں
ادا کیا جانا چاہئے۔ لیکن دنیا میں کون سی ایسی وسیع و
عریض مسجد ہے جہاں لاکھوں کی تعداد میں اہل ایمان بیک
وقت بارگاہ خداوندی میں سربسجود ہو سکیں۔ و اگرچہ یہ اہم
سوال کا جواب نہیں جو کسی بھی ذہن میں ابھر سکتا ہے
البتہ یہ سوال بے جا بھی نہیں۔ دانشگاہ میں لاکھوں مومنین
کا مجتمع ہو جانا اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ ایمان و علم کے
درمیان گہرا ربط و تعلق ہے جسے کبھی ایک دوسرے سے علیحدہ
نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ حضرت علی علیہ السلام علم و دانش
کے متعلق فرماتے ہیں کہ ایمان و علم ایسے دو سگے بھائی ہیں
جن کی ولادت بیک وقت ہوئی ہو۔ اگر ان میں سے ایک کو دوسرے
سے جدا کر دیا جائے تو دونوں ہی جل کر خاکستر ہو جائیں گے۔

پہلے بھی اس بات کی طرف اشارہ کیا جا چکا ہے کہ
تہران عجائب روزگار شہر ہے، اس لحاظ سے یہاں کی
دانشگاہ بھی عجیب رہی ہے۔ یہ وہ عظیم درسگاہ ہے جہاں
طالبان علم کو دین، سیاست، اخلاق کا درس دیا جاتا ہے
جہاں مادیت سے زیادہ معنویت کی جانب توجہ دی جاتی
ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں طالبان آخرت اہل تحقیق اور
متلاشی علم و دانش بیک وقت یکجا نظر آتے ہیں۔ دانشگاہ
تہران آج انتہائی وسیع ہے جس میں انواع و اقسام کے
علوم و فنون کے ذریعہ ایک قوم کی صحت کے لئے اہم
کام انجام دیا جا رہا ہے۔ اس دانشگاہ کے دروازے آج
پھر طالبان حق اور اہل علم و دانش کے لئے کھل گئے ہیں۔
یہ وہ جگہ ہے جہاں طلبہ و طالبات درس و تدریس کے
ساتھ علمی مباحثے میں بھی مشغول رہتے ہیں۔ یہاں
صرف مادیت پر ہی زور نہیں دیا جاتا بلکہ معنویت کی
جانب بھی خاص توجہ دی جاتی ہے۔

حوالے:

۱۔ ملک کے قائد و رہبر کی خصوصیات اس کے اوصاف و اختیارات
اور فرائض کے بارے میں واقفیت حاصل کرنے کے لئے جمہوری اسلامی ایران کے
بنیادی قانون کی دفعہ ۱۰۷ سے ۱۱۲ تک ملاحظہ ہوں۔

2. Vote of Confidence.
3. Supreme Council of Justice.

۴۔ اس ضمن میں جمہوری اسلامی ایران کے بنیادی قانون کی
دفعات ۱۵۶ سے ۱۷۴ تک ملاحظہ ہوں۔

5. (JUDICIARY) 6. (HIGH COURT)
7. Supreme Court 8. Province.
9. Township 10. District.
11. Governor. 12 Mayor.

۱۳۔ ان چوبیس صوبوں کے نام یہ ہیں: ۱۔ تہران مرکزی ۲۔
گیلان ۳۔ مازندران ۴۔ آذربائیجان شرقی ۵۔ آذربائیجان
غربی ۶۔ باختران ۷۔ خوزستان ۸۔ فارس ۹۔ کرمان
۱۰۔ خراسان ۱۱۔ اصفہان ۱۲۔ سیستان و بلوچستان
۱۳۔ کردستان ۱۴۔ ہمدان ۱۵۔ چہار محال و بختیاری ۱۶۔
لرستان ۱۷۔ ایلام ۱۸۔ بویر احمد و کہگیلویہ ۱۹۔ بوشہر
۲۰۔ زنجان ۲۱۔ سمنان ۲۲۔ یزد ۲۳۔ ہرمزگان۔

بقیہ:

اداریہ

لیا ہے اور آج ملت اسلامیہ ایران کو خون تمنا دیتے ہوئے
مجبور ہونا پڑ رہا ہے مسلسل حملات میں اضافہ کر لیا ہے
اور اپنے عظیم مظاہروں اور اپنی مثالی ہڑتال کے ذریعہ
غاصبوں کی کمر توڑ دی ہے۔ اگرچہ فلسطینی عوام کو آزادی و
اپنی اسلامی شرافت کے تحفظ کی راہ میں گرانقدر شہیدوں
کا ہدیہ بھی پیش کرنا پڑا ہے اور بچوں و بوڑھوں کے تن دن
کی چوٹ سے ان کے ہاتھ زخمی اور جسم کی ہڈیاں ٹوٹ
رہی ہیں۔ ان کی ماں بہنوں کی چیخ و پکار کو نیز
زور زبردستی سے کاٹ دیا جاتا ہے لیکن ان بے پناہ
مظالم کے باوجود وہ اپنے مقدس ارادوں سے ذرا بھی
پیچھے ہٹنا اختیار نہیں کرتے اور یہ یقین رکھتے ہیں کہ عظیم مقصد میں
کامیابی حاصل کرنے کے لئے بھاری قیمت بھی چکانی
پڑتی ہے جیسا کہ ایرانی قوم اپنے مقصد کی راہ میں
گرانقدر قربانیاں پیش کر چکی ہے اور آج بھی پیش کر رہی ہے
اور آج ہم عالمی عوام کو اس کی یاد دہانی کرانا چاہتے ہیں کہ ایسے حالات
میں مناسب ہے کہ ملت اسلامیہ فلسطین کو اپنے غاصبوں سے
غاصب اسرائیلی حکومت اور اس کے طرفداروں کے خلاف عظیم
الشان انقلاب بپا کرکے رہیں گے اور دوسری طرف
صیہونیت کی جانب سے ملت فلسطین اور عالم اسلام کے خلاف
عظیم سازشوں کا دور جاری ہے
ہے صرف اتنا ہی نہیں بلکہ اسلام اور مسلمانوں کے جانی دشمن امریکہ
نے مسلمانان عالم کے قبلہ اول یعنی بیت المقدس کو غاصب اسرائیلی
حکومت کے دارالحکومت کی حیثیت سے تسلیم کر لیا ہے اور مظلوم
فلسطینی عوام پر ہزاروں روسی
یہودی مقبوضہ فلسطینی علاقوں کی طرف ہجرت کر رہے ہیں
مذکورہ بالا اہم حوادث امام خمینیؒ کے ان خیالات کی حقیقت کو
پہلے سے زیادہ واضح کر دیتے ہیں۔ ان خیالات میں انہوں نے

(باقی صفحہ ۳۲ پر)

از: م۔ حسین ذکرگو

ایران کا روایتی لباس ۱۰

اسلامی عہد میں ایرانیوں کا لباس

گذشتہ چند شماروں میں ایرانی لباس و پوشاک کے ارتقاء کی تاریخ جس حد تک ملی تھی ساتویں اور آٹھویں صدی ہجری تک ہم بیان کر چکے ہیں۔

نویں اور دسویں صدی ہجری کے دوران جو طرز کے لباس اہل ایران استعمال کیا کرتے تھے ان سے متعلق ایسی متعدد منقش تصاویر موجود ہیں جنہیں نسبتاً واضح و روشن ہونے کے باعث نہایت معتبر سند و دستاویزات کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔

کمال الدین بہزاد کا شمار منقش تصاویر بنانے والے اساتذہ میں ہوتا ہے۔ وہ نویں صدی ہجری کے مشہور و معروف استادوں میں تھے، چنانچہ موصوف کی جتنی بھی فنی تخلیقات اس وقت موجود ہیں ان کا شمار لباس و پوشاک کے سلسلے میں اہم دستاویزات میں ہوتا ہے۔ ایرانی نقوش

"تصاویر سے متعلق جو کتاب یونسکو نامی بین الاقوامی ادارے کی جانب سے شائع ہوئی ہے اس میں استاد کمال الدین بہزاد کی تیار کردہ ایسی منقش تصویر شامل کی گئی ہے جس میں دکھایا گیا ہے کہ چند خواتین ایک باغ میں جمع ہیں۔ اس تصویر کے اسے ہی "پوشاک بانوان ایران" نامی کتاب کے مصنف جلیل ضیاء پور اس رائے کے حامی ہیں کہ مذکورہ تصویر میں خواتین کے جو مختلف انواع و اقسام کے لباس منقش کیے گئے ہیں وہ نویں صدی (آٹھویں سے دسویں صدی ہجری) تک ایران میں مروج و مستعمل رہے ہیں۔ (ملاحظہ ہو شکل ۱)

ان تمام پوشاکوں میں یہ چیز مشترک ہے کہ ان کی آستینیں اور دامن دونوں ہی دراز ہیں، لیکن ان پر جو بالا پوش یہ خواتین پہنے ہوئے ہیں وہ طرز و ساخت کے اعتبار سے مختلف ہیں۔ چنانچہ انہیں مندرجہ ذیل چار اقسام میں منقسم کیا جا سکتا ہے۔

شکل ۱

کمال الدین بہزاد کی تیار کردہ منقش تصویر

(نویں صدی ہجری)

۱۔ چولی نما کوتاہ دامن و کوتاہ آستین یک بالاپوش (شکل ۳۳)

۲۔ چغہ نما کوتاہ دامن و دراز آستین بالاپوش (شکل ۳۳) اس بالاپوش کے دونوں پہلو تکموں کے ذریعے سامنے سے بند کیے جا سکتے ہیں۔

۳۔ دراز دامن و دراز آستین اور دامن چاک بالاپوش (شکل ۳۲) اس طرز کے بالاپوش تیار کیے جاتے تھے ان کے حاشیوں پر اکثر و بیشتر اوپر سے نیچے تک بیل بنی ہوتی تھی جو عام طور پر زری یا کسی نرم کھال کی ہوتی تھی۔

۴۔ ایسا چست، دراز دامن بالاپوش جو سامنے سے قدرے اونچا ہے مگر پشت پر اس کی لمبائی ایڑی کی طرح زیادہ ہو گئی ہے۔ اس کی بھی آستینیں چھوٹی ہیں۔ مگر دراز آستینوں کے نزدیک پہلو میں جیب نما چاک بھی ہے۔ چنانچہ شکل ۳۲ میں جو کمال الدین بہزاد کی منقش تصویر "باغ" کا جز ہے یہ چاک واضح طور پر نمایاں ہے۔ کیونکہ اس تصویر میں دکھایا گیا ہے کہ عورت نے اپنا سیدھا ہاتھ دائیں جانب کے چاک سے داخل کر کے اسے بائیں طرف سے باہر نکال رکھا ہے۔ اگرچہ اس بالاپوش کے دامن میں کوئی تکمہ نہیں ہے مگر تصویر کے جیب کو دیکھ کر قیاس کیا جا سکتا ہے کہ اس بالاپوش کا دامن چاک ہی ہو گا۔

اس تصویر کے کل اجزاء کو غور سے دیکھنے سے اس دلچسپ نکتے کا بھی انکشاف ہوتا ہے کہ اس میں خواتین کو جس گردن میں ملبوس دکھایا گیا ہے ان میں سے اکثر و بیشتر ایسے ہیں جن کے گریبانوں میں گلے کے گرد کسی دوسرے رنگ کی گوٹ لگی ہوئی ہے۔ گوٹ کے لیے چمکدار اور بیشتر گردن میں سفید کپڑا استعمال کیا گیا ہے۔

اس تصویر میں جتنی بھی خواتین کے پیکر دکھائے گئے ہیں ان کے سر ایسی اوڑھنیوں سے ڈھکے ہوئے ہیں جن کے پلو پیچھے کی طرف اس طرح لٹکے ہوئے ہیں کہ انہوں نے کمر کو ڈھانپ رکھا ہے مگر گردن پر رنگ کی صاف نظر آ رہی ہے۔

مذکورہ تصویر میں ایک مرد کا پیکر بھی منقش کیا گیا ہے۔ اس شخص کو تصویر کے وسط میں جگہ دی گئی ہے۔ جو لباس پہنے ہوئے اسے دکھایا گیا ہے وہ خواتین کے لباس سے اس قدر مشابہ ہے کہ دونوں کے لباس مشترک معلوم ہوتے ہیں۔ وہ ایسے قدآدم لباس میں ملبوس ہے جس کا گریبان گردن کے گرد دائرے کی مانند گول ہے۔ اس نے جو پیرہن پہن رکھا ہے اس کی آستینیں کافی چھوٹی ہیں کہ ان سے اس کا دوسرا لباس صاف نظر آ رہا ہے جو اس نے پیرہن کے نیچے پہن رکھا ہے۔

اس شخص نے جو بالاپوش پہن رکھا ہے وہ قدآدم دراز اور اس کا دامن چاک ہے۔ طرز و ساخت کے اعتبار سے اس کا یہ بالاپوش مجموعی طور پر اس لباس سے مشابہ ہے جس کی تصویر کشی شکل ۳۵ میں کی گئی ہے۔ دونوں کی پوشاکوں میں فرق صرف یہ ہے کہ انہوں نے [illegible] ہے اور اس نے سر پر ٹوپی پہن رکھی ہے۔ اس منقش تصویر اور اس قسم کی ایسی دیگر تصاویر کو مدنظر رکھتے ہوئے جن میں انسانوں کو اس عہد کی پوشاکوں میں ملبوس دکھایا گیا ہے یہ اندازہ بھی لگایا جا سکتا ہے کہ اس وقت بھی ایسے لباس مروج تھے جو عورتوں اور مردوں کے درمیان مشترک تھے۔ اس کے علاوہ [illegible] ایک تصویر ہے جس میں عورت کو تیر اور تلوار سے [illegible] دکھایا گیا ہے [illegible]

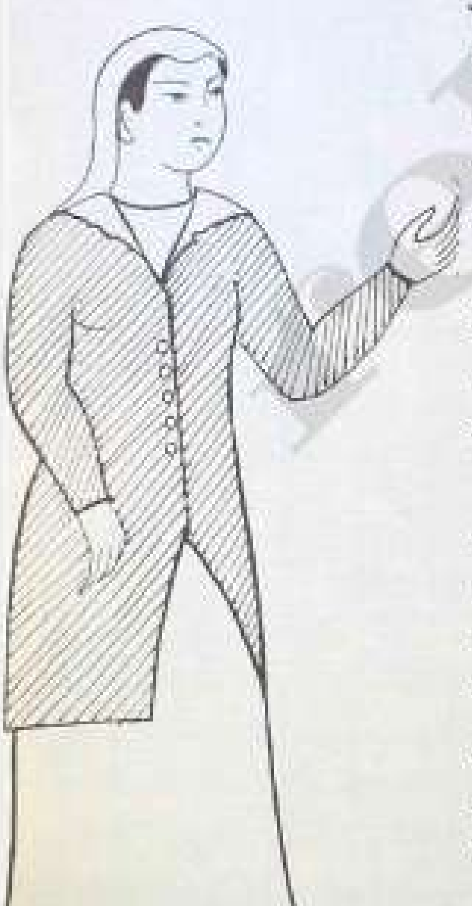

شکل ۳۲: نویں صدی ہجری سے متعلق ایرانی خاتون کا لباس۔ کمال الدین بہزاد کی منقش تصویر "باغ" سے ماخوذ۔

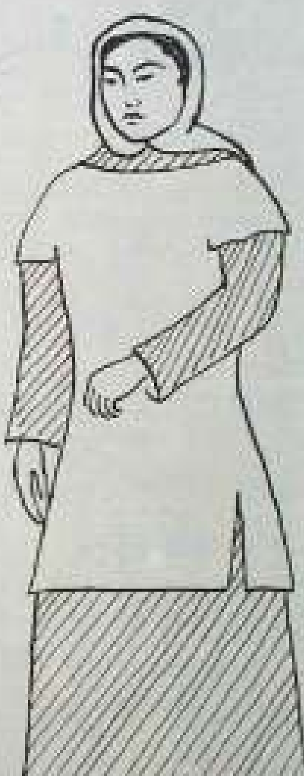

شکل ۳۳: نویں صدی ہجری سے متعلق ایرانی عورت کا لباس۔ کمال الدین بہزاد کی منقش تصویر "باغ" سے ماخوذ۔

شکل ۲۵ نویں صدی ہجری سے متعلق ایرانی خاتون کا لباس۔ کمال الدین بہزاد کی منقش تصویر " باغ " سے ماخوذ۔

وسطی ایشیا میں ایران کے دیگر قبائل کی عورتوں میں بھی پایا جاتا ہے۔ اس عورت نے اپنے بدن پر جو بالاپوش پہن رکھا ہے وہ خوبصورت اور دیدہ زیب ہے۔ اس کا گریبان گردن کے نیچے تک چاک ہے۔ بالاپوش کے نیچے جو کرتا زیب تن ہے اس کا گریبان گردن کے گرد دائرہ نما گول ہے وہ بالاپوش کے گریبان میں سے صاف نظر آ رہا ہے۔ اس کے بالاپوش میں آستین بھی ہے کہ بالاپوش کی طرح نمایاں ہے جیسا کہ ہم شکل ۲۵ میں دیکھ چکے ہیں۔

"پوشاک ہائے ایران" نامی کتاب میں ڈیڑھ گز لمبا ... کے ایک منقش تصویر کا ایک حصہ موجود ہے جس میں دکھایا گیا ہے کہ نویں اور دسویں صدی ہجری میں عورتوں کی آرائش و زینت کیسے کی جاتی تھی۔ ایک شکل ۲۶ کا جو ہم نے تصویر کے خاکے پر تیار کیا گیا ہے اس میں آرائش ... موجود ہیں۔ ... کی تصویر میں دکھایا گیا ہے کہ بالوں کو ایک جالی ... اوڑھنے سے جس کے بازو ... ٹھوڑی کے نیچے سے گزرتا ہے ... کے حصے میں اضافہ بھی نظر آتا ہے جو بالوں کو آگے سے روکتا ہے اور اسے سر کے پیچھے گرہ لگا کر باندھا گیا ہے ... بھی نظر آ رہی ہے جو شکل ۲۵ میں بھی ہے۔ اس

شکل ۲۶ نویں صدی ہجری سے متعلق ایرانی خاتون کا لباس۔ کمال الدین بہزاد کی منقش تصویر " باغ " سے ماخوذ۔

چونکہ شکل ۲۷ اس تصویر میں عورت نے جو جوتے پہن رکھے ہیں وہ موجودہ ... نمایاں ہیں۔ اس تصویر کو اگر ہم مستند تسلیم کر لیں تو یہ اندازہ لگتا ہے کہ ... عورتوں اور مردوں میں ... مشترک تھا اس کو عام رواج تھا کہ ان کے جوتے شکل وضع و قطع کے اعتبار سے مشترک ... شکل جو کہ ... اس عورت کے جوتے کی ساخت بہت سادہ ہے ... ہوا ہے مگر ... آگے سے تنگ ہوتا ہے جس کی وجہ سے ... سر ایک ... میں ... گیا ہے جس عورت نے ... سر پر ... رکھا ہے ... آج بھی اس کا رواج ان ... کے علاوہ ... پاس

شکل ۲۔ دسویں صدی ہجری میں ایرانی خواتین اور ماتھے کی بندیاں جیسی کہ آج کل ہندستان میں بھی مروج ہے۔

●

Royal Persian Manuscripts by Stuatcary welch, published BY Thames and Hudson Page-58.

مبلغ اشتراک

ماہنامہ

راہِ اسلام

شرح خریداری: فی پرچہ ———— مبلغ پانچ روپے

ششماہی ———— مبلغ پچیس روپے

سالانہ ———— مبلغ پچاس روپے

رقم خریداری: — بذریعہ منی آرڈر مندرجہ ذیل پتہ پر ارسال فرمائیں

ڈائرکٹر ایران کلچر ہاؤس ۱۸۔ تلک مارگ۔ نئی دہلی ۱

تصویر میں جو صورت بائیں جانب بنی ہوئی ہے۔ اس میں بالوں کو طرف کے ادھر سے کس کر باندھا گیا ہے۔ اس تصویر میں وہ گول بندی خاص طور پر باعث دلچسپی ہے جو ماتھے پر لگی ہوئی ہے اس عہد کی متعلق دیگر تصاویر میں بھی اسی قسم کی بندیاں دیکھی گئی ہیں ایسا بندیہ اس کو دیکھ کر فوراً خیال ہندستان کی عورتوں کی طرف جاتا ہے کیونکہ ان میں آج بھی اس کا عام رواج ہے۔ اس عہد و زمانہ میں چونکہ جو علاقہ ہندستان اور ایران پر حکمراں تھا اس کے افراد ایک ہی نسل کے تھے اور تاریخ بھی اس امر کی شاہد ہے کہ ہندستان اور ایران کے درمیان ہمیشہ سماجی، تجارتی اور ثقافتی ہر طرح کے تعلقات رہے ہیں اسی لئے اس امر کا بھی امکان و احتمال ہے کہ صورت آرائی کی اس شے نے ہندستان سے ہی باہمی ربط و تعلق کی بنا پر ایران میں پہنچ کر وہاں قبولیت حاصل کی ہوگی ایسی طور شمارے میں تاریخی کی حد میں نویں اور دسویں صدی کی خواتین کی پوشاک کی وضع و کیفیت بیان کی گئی ہے۔ آئندہ شمارے میں مردوں کے لباس سے متعلق گفتگو کی جائے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

والسلام

حوالہ:

1. United Nations Educational .Scientific & Cultural Organization.

۲۔ دسویں صدی ہجری سے متعلق ایسی منقش تصاویر اب بھی موجود ہیں جن کو دیکھ کر اس عہد کے لباس کی وضع و ساخت کا تعین کیا جا سکتا ہے۔ انہیں دیکھ کر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس زمانے میں مردوں اور عورتوں کے لباس میں بہت زیادہ مشابہت تھی۔ اسی صدی کی ایسی بھی ایک تصویر ہے جس میں داستان شیریں فرہاد کی منظر کشی کی گئی ہے۔ جس میں دکھایا گیا ہے کہ شیریں اسی طرح کے کپڑے اور جوتے پہنے ہوئے جو اس کے جسم پر ہیں۔ یہ تصویر شیخ زادہ سے منسوب ہے تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ ●

بغور دین محمدؐ کے دشمنوں سن لو
ہے ذوالفقار سلامت امامؑ زندہ ہیں
کلام پاک کی عصمت پہ سر کٹانے کو
ابھی حسینؑ کے لاکھوں غلام زندہ ہیں

اگر قلم کو نہ روکا لعین رشدی نے
حسینؑ والے یہ اعلان عام کریں گے
کلام پاک کے جو بھی خلاف لکھے گا
ہم اس ذلیل کا جینا حرام کریں گے

جب تک نسل ابوطالبؑ سلامت ہے رشدی
کوئی انگلی بھی محمدؐ پر اٹھا سکتا نہیں
دے دیا فتویٰ خمینی نے تیری موت کا
اب کوئی شیطان رشدی کو بچا سکتا نہیں

رفت آں ہادی کہ با رگفت اسرار حیات
رفت آں شمع امامت نور رب کائنات
رفت آں پروانہ شمشیر خدا و مصطفےٰ
رفت آں سرمایہ دار عشق مظلوم فرات

سب کلمہ گو، تو بھیجتے لعنت یزید پر
رشدی کبھی نہ کرتا اہانت رسولؐ کی
اے رشدیوں یہ سن لو غلامان شاہ کو
پیارے ابھی عزیز ہے عزت رسولؐ کی

اے امام عصر عاجز رہبر دین مبین
اے امین حرمت اسلام و دین بالیقین
اے نقیب حضرت حق نطق ختم المرسلینؐ
نام تو تابندہ و پائندہ بر عرش بریں

از: سید فاطمہ فیروزان
زندہ و پائندہ شہرا

رضا موسوی

خمینی ''رح'' رہبر نے سچ کہا ھے

جو اُن کے مسلک سے منحرف ہیں وہ پاسبانِ حرم بنے ہیں۔
جو ساری ملت کے حق کے غاصب ہیں۔
آج اہلِ کرم بنے ہیں۔
یہ صاحبانِ کلاہ و نخوت
یہ دشمنانِ رہِ صداقت
کہ عصرِ حاضر کے سارے رشدی ان ہی کے سایہ میں پل رہے ہیں۔
یہ سارے فرعون، سارے نمرود، سارے رشدی
ان ہی سے تھی جنگ کل ہماری
ان ہی سے پھر آج معرکہ ہے
رہِ صداقت پہ چلنے والو
خمینی رہبر نے سچ کہا ہے
کہ ہر روز روزِ عاشور اور ہر گام کربلا ہے
خمینی رہبر نے سچ کہا ہے۔

سید عاشور کاظمی، لندن

فن اور فنکار

فن خطاطی میں سرفراز زیدی کی خدمات

سرفراز زیدی تاریخ پیدائش ۱۰ اگست ۱۹۳۲ء آبائی وطن جانسٹھ ضلع مظفر نگر، کو انہیں بچپن سے خوش نویسی کا شوق تھا۔ اپنے نانا کے تحریر کردہ اردو فارسی کے کتبوں کو دیکھ کر سرفراز کے اندر خطاطی کی تحریک پیدا ہوئی اور انہوں نے ان کتبوں کی ہیئت میں شکلیں بنا ڈالیں۔ میرٹھ کالج میں جب وہ بی اے کے طالب علم تھے تو وہاں انہیں حنیف کے بنگالی استاد مسٹر محمد اور مسٹر شعیب جناب سید ... نے ان کی صلاحیتوں کا اندازہ لگایا اور شعبہ کے لئے بے شمار نقشے اور چارٹ بنوائے۔ سرفراز کہتے ہیں کہ ان دونوں حضرات کی حوصلہ افزائی کی بدولت ہی ہندی اور انگریزی خوش نویسی کا مشق بہم پہنچا سکا۔

۱۹۵۵ء میں سرفراز نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے سٹی اسکول میں بحیثیت آرٹ ٹیچر ملازمت اختیار کرلی۔ کچھ عرصے معاشی ضروریات کے تحت کمرشیل آرٹ کا مشغلہ اختیار کیا اور سیکڑوں پوسٹر اور سرورق بنائے لیکن ان کے اندر چھپے ہوئے فنکار نے ان کو کمرشیل آرٹ کی سنہری رنگین دنیا کو خیرباد کہنے پر مجبور کردیا۔ البتہ سرفراز کے فن پاروں میں مصوری ایک لازمی جز کی حیثیت سے شامل ہوگئی جسے وہ کمرشیل آرٹ سے وابستگی کے اس دور کی باقیات میں شمار کرتے ہیں۔ ایک دور ایسا بھی آیا جب سرفراز نے فیصلہ کرلیا کہ مصوری اور خطاطی میں سے کس کو اپنے فن کے اظہار کا وسیلہ بنائیں۔

ابھی دوران خطاطی پر اردو اور انگریزی میں شائع ہونے والے لٹریچر کا مطالعہ کر رہے ہیں اس کے ساتھ ساتھ قدیم عصر کاملین فن کی تخلیقات کا بھی بغور مشاہدہ کیا۔ ایم۔ ایف۔ حسین، ... لیبین اور صادقین مرحوم کے کیلیگرافی ... بھی ان کی نظر سے گزرے۔

سب سے پہلے ... سے بہت متاثر ہوئے اور ان کی تقلید میں "الف" پر کام شروع کیا لیکن ... چار ... بنانے کے بعد محسوس کیا کہ خطاطی ... صادقین سے انحراف نہیں کر رہا ہے۔ اسی کشمکش میں تھے کہ صادقین کی وفات ہوگئی۔ ... میں صادقین ... آئے اور مسلم یونیورسٹی کے کینیڈی ہال میں ان کے فن پاروں کی نمائش ہوئی۔ سرفراز ان کے فن پاروں سے بہت متاثر ہوئے خطاطی اور مصوری کا ایسا حسین امتزاج اس سے پہلے ان کی نظروں سے نہ گزرا تھا۔ صادقین

ملاقات کے بعد انھوں نے محسوس کیا کہ ان کے اندر چھپے ہوئے
عقیدہ و خیال کو ایک روشنی سے نقش جیسی صفات ہیں۔ چنانچہ
شیرازی نے اپنی راہ متعین کی اور اس کی جانب گرمِ سفر
ہو گئے۔

صادقین کا اثر :۔ صادقین کے اسلوب کی خوبصورتیات
نے شیرازی کو بطور خاص متاثر کیا ہے۔

۱۔ آیاتِ قرآنی کا مفہوم کسی حد تک اور حروف
اور الفاظ سے عیاں کرنا۔

۲۔ حروف کی بناوٹ بے حد (SHARP)
ہونے کے باوجود تحریر میں ردھم (RYTHM) اور
توازن کا (BALANCE) برقرار رکھنا۔

صادقین سے انحراف :۔

صادقین سے متاثر ہونے کے باوجود شیرازی نے ان کی تقلید
محض پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنا اسلوب خود وضع کیا ہے۔ صادقین
بیشتر حروف استعمال کرتے ہیں لیکن شیرازی کے یہاں حروف
کی یہ بناوٹ خال خال ہی نظر آتی ہے۔

صادقین شوخ اور تیز بھڑکیلے رنگ استعمال کرتے ہیں لیکن
شیرازی کی بیشتر تخلیقات روایتی رنگوں کے ہلکے گہرے
شیڈ سے مکمل کی گئی ہیں۔

صادقین کی خطاطی میں ہر جگہ ایک ہی انداز تحریر نظر
آتا ہے۔ یہ صادقین کا اپنا اسلوب تحریر ہے جس کے وہ
موجد بھی ہیں اور خاتم بھی۔ انھوں نے تنوع کے مقابلہ میں
تفرد کو ترجیح دی۔ شیرازی نے ایک ہی انداز تحریر کو نہیں
اپنایا بلکہ مختلف خطوط کو (BASE) بنایا اور اس میں اپنا خط
شامل کر کے نقش و نگار کو مکمل کیا ہے۔

شیرازی نے مختلف عنوانات کے تحت آیاتِ قرآنی
کا انتخاب کیا ہے۔ انھوں نے ایک ہی موضوع پر قرآن پاک
کی کئی آیات کو یکجا کر کے پس منظر کے ساتھ پیش کیا ہے۔

"قرآن اور سائنس" کے موضوع پر اب تک انھوں نے
"قرآن اور علم ریاضی" "قرآن اور علم نباتات" نیز "قرآن
اور تسخیر کائنات" کے موضوع پر شہ پارے بنائے ہیں۔ شیرازی نے
روایتی خطوط کو اپنایا ہے لیکن اس میں بھی اپنے اسلوب کی
انفرادیت کو برقرار رکھا ہے۔

خطاطی میں شیرازی کا پسندیدہ خط ہے جسے انھوں نے
بکثرت استعمال کیا ہے۔

ایران کے اسلامی انقلاب نے دورِ جدید میں اسلامی تعلیمات
کی معنویت کو بے حد نمایاں کر دیا ہے۔ زندگی کے دیگر گوشوں
کی طرح فنونِ لطیفہ بھی اس انقلاب سے اثر پذیر ہوئے
ہیں۔ شیرازی کی تازہ ترین تخلیقات میں یہ اثرات صاف طور
پر دیکھے جا سکتے ہیں۔ "قرآن اور طلبِ علم" "قرآن اور
افکارِ نو" "قرآن اور سیاستِ عمل" کے عنوانات سے یہ شہ پارے
اسی تحریکات کی طرف دعوت دیتے ہیں جو اسلامی انقلاب
کا فکری محور و مرکز ہے۔

(PAINTINGS) کی شکل میں یہ شہ پارے خوبصورت
ہونے کے ساتھ ساتھ [illegible] نظر آتے ہیں۔ ان میں بعض تصاویر
بھی نظر آتی ہیں۔

خطاطی میں شیرازی کے فن کی عمر ابھی زیادہ نہیں
ہے لیکن انھیں احساس ہے کہ شعر ماضی کی روایت سے سرور
ہوتی ہے۔ فن سے وابستگی جب عشق بن جاتی ہے اور عشق
جب انتہا کو پہنچ کر جنون کی حد میں داخل ہو جاتا ہے
تو شاہکار تخلیق ہوتے ہیں۔ اسی احساس کے زیرِ اثر ان کی
ریاضت نے اس مختصر وقفہ میں بہت سے اہلِ نظر حضرات
کو متوجہ کیا ہے۔ کئی اخبارات اور رسائل (بشمول تہذیب
الاخلاق، ہما، نور، نگارستان، قومی آواز وغیرہ) نے
ان کی تخلیقات پر مضامین شائع کیے ہیں۔ ان کی کاوشوں پر
داد و تحسین دینے والوں میں کئی انعام یافتہ، پروفیسر [illegible]
بھی شامل ہیں۔

حال ہی میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں اور ایک مرتبہ
نئی دہلی میں شیرازی کے فن پاروں کی نمائش کی جا چکی
ہے۔ تینوں مقامات پر بڑی تعداد میں شائقینِ فن
نے ان کی تخلیقات کو بہت دلچسپی سے دیکھا ہے اور سراہا
ہے۔ حوصلہ افزائی کرنے والوں میں یونیورسٹی کے طلبہ
سے لے کر مستند خطاط اور پروفیسر صاحبان اور دنیائے
علم و ادب کی گراں قدر ہستیاں تک شامل ہیں۔

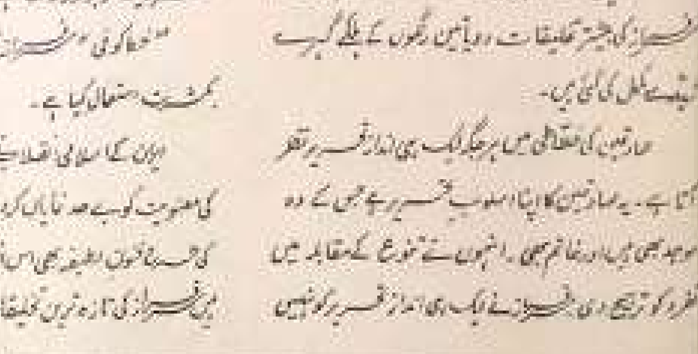

ہنری و فنی واقعات

کویت میں "بین الاقوامی نمائش میں" ۱۱ سالہ ایرانی دوشیزہ نے چاندی کا تمغہ حاصل کیا

سیول — ۱۰ مارچ ۱۹۸۷ء صوبہ کرمان کے شہر بم کی ۱۱ سالہ ایرانی دوشیزہ "صغریٰ سعید کر زادہ" نے بچوں کی کیسویں بین الاقوامی نمائش میں جو جنوبی کوریا کے پایۂ تخت سیول میں منعقد ہوئی تھی، چاندی کا تمغہ بطور انعام حاصل کیا۔

یہ نمائش اس سال بتاریخ ۹ دسمبر کو شروع ہوئی تھی جس میں جمہوری اسلامی ایران کی وزارت آموزش و پرورش (وزارت تعلیم) کے ادارۂ علمی امداد و ترتیبی تجاویز کے مرکزی دفتر کی جانب سے بچوں کی نقاشی کے سات نمونے پیش کئے گئے۔

برسلز میں منعقدہ بین الاقوامی نمائش کتب میں ایران کی شرکت

"۱۰ مارچ ۱۹۸۷ء جمہوری اسلامی ایران نے برسلز میں منعقدہ ۲۰ ویں نمائش کتب میں شرکت کر کے دو ہزار سے زیادہ عربی، فارسی، فرانسیسی، انگریزی اور ترکی زبانوں میں ایسی کتب پیش کی ہیں جو دو سو پچاس عنوانات پر مشتمل ہیں۔

کتابوں کے علاوہ ایرانی صنعت دستی اور ہنر دستکاری کے حسین نمونے بھی اس نمائش میں پیش کئے گئے ہیں۔ نمائشگاہ میں جس جگہ ایرانی غرفہ (STALL) واقع ہے اسی میں ایک گوشہ حضرت امام خمینی (قدس سرہ) کی تصانیف کے لئے مخصوص کر دیا گیا ہے۔

برسلز کی اس بین الاقوامی نمائش کا افتتاح "یورپ و سیاحت" کے زیر عنوان بتاریخ ۷ مارچ کیا گیا تھا جس میں ۳۰ ممالک کے ۲۵۰۰ ناشرین نے شرکت کر کے ہر ایک نے اپنے ملک کی کتابیں بطور نمائش پیش کی ہیں۔

برلن کے فلمی میلے میں "ماہی" فلم کی کامیابی

ایرانی فلم "ماہی" "مچھلی" نے بچوں کی بہترین فلم کی حیثیت سے یونیسف (UNICEF) کا انعام برلن کے چالیسویں میلہ میں حاصل کیا۔

فلمسازی ایرانی سینما کے تعلقات عامہ نے اس خبر کا اعلان کرتے ہوئے مزید کہا ہے کہ مذکورہ فلم کا ہنرمند ... ایرانی فلم میلے کے اس شعبے میں مقابلے کی غرض سے پیش کی گئی تھی جو بچوں سے متعلق ہے۔ یہ میلہ اس سال ۹ فروری سے ۲۰ فروری تک منایا گیا جس میں اس کو بچوں کی بہترین فلم اور یونیسف کے خاص انعام کا مستحق قرار دیا گیا ہے۔

ایرانی فلم "دوست کا گھر کہاں ہے"
ہندوستان کے فلمی میلے "اتسو" میں شامل

عباس کیارستمی کی تخلیق "خانۂ دوست کجاست (دوست کا گھر کہاں ہے)" نامی فلم جو سینما ہال کے لئے تیار کی گئی ... بین الاقوامی فلمی میلوں میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد ... کے اکیسویں بین الاقوامی فلمی میلے "اتسو" میں نمائش ... سے شامل کی گئی ہے۔

یہ فلم (خانۂ دوست کجاست) اتسو میلے میں شامل ... جانے سے پہلے فرانس کے فلمی میلے ... اور ... کے علاوہ حال ہی میں ... سینما ہال میں نمائش کے لئے پیش کی جا چکی ہے۔ اس سے قبل اسی فلم ... فلمی میلے لوکارنو میں بھی پانچ انعام حاصل کئے ہیں۔

اتسو فلمی میلہ اس سال شہر کلکتہ میں ۱۰ جنوری ... فروری تک منایا گیا۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ... میں جو فلمیں شامل کی جاتی ہیں ان میں کسی قسم کا مقابلہ نہیں ... اتسو فلمی میلے کا یہ قاعدہ ہے کہ ایک سال میں ایک ... دہلی میں اور اگلے سال ہندوستان کے کسی دوسرے شہر میں ... جاتا ہے۔ جس میں تمام دنیا کی مختلف فلموں کے علاوہ ایسی فلمیں دکھائی جاتی ہیں جن میں ہندوستانی زندگی کی جھلکیاں ... جاتی ہیں۔ چنانچہ اس میلے میں منظور شدہ فلمیں تجارتی ...

دنیا کے دیگر مقامات پر نمائش کے لئے بھی بھیجی جاتی ہیں۔
اس علمی میلے کا وہ مقصد جو بچوں کی فلموں سے متعلق ہے
کی زیر نگرانی کام کرتا ہے۔ اور اس سال اس کا تیرھواں
منعقد ہوا ہے۔ جس کا اصل مقصد یہ ہے کہ جاپان کے اداروں کو
دلوایا جائے کہ وہ بچوں کے لئے عمدہ فلمیں تیار کریں۔ جاپانی
کے تحت گزشتہ سال ایران میں فروغ فرہنگ کی زیر ہدایت تیار کردہ
پذیرائی کی گئی۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ کانون پرورش فکری کی زیر
نگرانی تیار کردہ فلم "ماہی" (مچھلی) بین الاقوامی "طلوع آزادی"
علمی میلے میں مقابلے کی غرض سے پیش کی گئی تھی جہاں
بچوں اور نوجوانوں کی عمدہ معیاری فلم قرار دیتے ہوئے
قابل اطمینان بہترین فلم قرار دیا گیا اور اسی وجہ سے بین الاقوامی
علمی میلے میں اس کی نمائش سر فہرست رکھی گئی۔

دو ایرانی فنکار عکاسوں کی تیار کردہ تصاویر جاپان کے عالمی مقابلے میں

اخباری دنیا سے منسلک علی فریدونی اور محب علی ہاشمی دو ایرانی عکاسوں (PHOTOGRAPHERS) کی تصاویر جو بارہ ہزار سے زیادہ دوسری تصویروں میں سے انتخاب کی گئیں جو جاپان میں بین الاقوامی مقابلے کے لئے بھیجی گئی تھیں۔

عکسی تصاویر کے اس بین الاقوامی مقابلے میں دو ہزار ملک

اس عکسی نمائش کی جانب منتظمین نے ان بارہ ہزار سے زیادہ تصاویر میں سے جو مقابلے کے لئے بھیجی گئی تھیں صرف صد نمایاں و چیدہ تصاویر کا انتخاب کیا جنہیں اس سال مارچ سے دسمبر تک جاپان کے بڑے بڑے شہروں میں نمائش کے لئے نصب کیا جائے گا تاکہ جاپان کے عوام ان سے لطف اندوز ہو سکیں۔
کے عکاسوں نے شرکت کی تھی۔ مذکورہ ایرانی عکاسوں کی تصاویر کا عنوان تھا "عاشقان و رہبر مرحوم" اور ان کی تصاویر میں یہ کردار کا منظر پیش کیا گیا تھا کہ کس طرح سوگوار امت مسلمہ حضرت امام خمینی کے مزار مبارک پر اظہار غم و اندوہ کر رہی ہے۔

تبریک

خانہ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران

قارئین راہ اسلام اور مسلمانان عالم کی خدمت میں عید فطر کی دلی مبارکباد پیش کرتا ہے۔

از: جعفر سبحانی (حوزہ علمیہ قم)

زندگانی پیغمبر اسلام (ص)

یوم ولادت و وفات کی طرح تاریخی اعتبار سے پیغمبر اسلام کا یوم بعثت بھی کسی حد تک واضح و قطعی نہیں ہے۔ شیعہ علماء و مفکرین اس بات پر تقریباً پوری طرح متفق ہیں کہ پیغمبر اسلام ماہ رجب کی ۲۷ ویں تاریخ کو عہدۂ رسالت پر فائز ہوئے اور ان کی نبوت کا آغاز اسی دن سے ہوا لیکن علماء و دانشمندان

ہے اور حدیث "ثقلین" کے بموجب اپنے پیشواؤں کے اقوال کو ہر اعتبار سے صحیح اور قطعی مانتی ہے لہٰذا پیغمبر اکرم کے یوم بعثت کے تعین کے سلسلے میں شیعہ لوگ ان اقوال کے پیرو ہو گئے جو اہلبیت پیغمبر سے صحیح طور پر نقل کیا گیا ہے۔ اہلبیت و اولاد پیغمبر ارشاد فرماتے ہیں کہ "ہمارے جد بزرگوار ماہ رجب کی ۲۷ ویں

قرآن کی ابتدا کا دن ہے لہٰذا یہ کہنا چاہیے کہ یوم بعثت اسی مہینے میں ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا ہے، اور وہ رمضان المبارک کا مہینہ ہے۔ ذیل میں ان آیات کا تذکرہ کیا جا رہا ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ قرآن ماہ رمضان میں نازل کیا گیا ہے۔

۱۔ ماہ رمضان وہ مہینہ جس میں قرآن نازل کیا گیا ہے۔

پہلی وحی کس روز نازل ہوئی

اہلسنت کے درمیان یہ مشہور ہے کہ عظیم الشان پیشوائے اسلام کو پیغام الٰہی عہدہ رمضان المبارک کے مہینے میں عطا کیا گیا اور برکت و فضیلت کے اس مہینے میں خداوند عالم کی جانب سے عموم الناس کی ہدایت و رہنمائی کا کام سپرد کر کے انہیں رسالت و نبوت کے منصب پر فائز کیا گیا۔

چونکہ شیعہ قوم خود کو عترت و اہلبیت پیغمبر کا پیرو سمجھتی

تاریخ کو مبعوث برسالت ہوئے" اسی بنیاد پر وہ اس قول کی صحت و صداقت کے سلسلے میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں کرتے۔

یوم بعثت کے سلسلے میں دوسرے قول کی صحت و درستی کے لئے جس چیز کو بطور ثبوت پیش کیا جا سکتا ہے وہ قرآن مجید کا وہ بیان ہے جس میں یہ کہا گیا ہے کہ قرآنی آیات رمضان مبارک کے مہینے میں نازل ہوئی ہیں، چونکہ یوم بعثت وحی اور نزول

۲۔ قسم اس قرآن کی جس کو ہم نے ایک مبارک رات میں نازل کیا ہے اور وہ رات وہی شب قدر ہے جس کی وضاحت سورہ قدر میں کی گئی ہے۔ جیسا کہ ارشاد کیا گیا ہے کہ "ہم نے قرآن کو شب قدر میں نازل کیا ہے"

شیعہ علماء کا جواب:۔ شیعہ محدثین و مفسرین نے مختلف الوضع انداز میں اس استدلال کا جواب دیا ہے

میں ان کی بعض وضاحتوں کا اجمالی تذکرہ پیش کیا جا رہا ہے۔

پہلا جواب :-

مذکورہ آیات فقط اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ قرآن رمضان المبارک کے مہینے میں ایک مبارک رات میں، جو شب قدر ہے، نازل کیا گیا ہے لیکن ان آیات میں مقام نزول کی طرف کوئی اشارہ نہیں کیا گیا اور ان سے اس بات کی بھی نشاندہی نہیں ہوتی کہ اس رات یہ آیات قلب پیغمبرؐ پر نازل ہوئی ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ قرآن مجید کو مختلف النوع انداز میں نازل کیا گیا ہو اور اکثر سنی و شیعہ روایات اس امکان کی تائید کرتی ہیں جن میں سے ایک انداز یہ ہے کہ پیغمبرؐ پر قرآن کا نزول تدریجی طور پر ہوا ہے۔ دوسرا انداز اس کا "لوح محفوظ" سے "بیت معمور" میں دفعی و مجموعی نزول ہے۔ پس اس میں کیا شک ہے کہ ماہ رجب کی ۲۷ تاریخ کو فقط سورۂ علق کی چند آیات نازل ہوئی ہوں اور پورا قرآن مجموعی طور پر اور ایک ہی مرتبہ میں رمضان المبارک کے مہینے میں بعنوان "قرآن" "لوح محفوظ" سے دوسری جگہ، جس کو روایات میں بیت معمور کہا گیا ہے، نازل ہو جائے۔

اس خیال کی تائید سورۂ دخان کی اس آیت سے ہوتی ہے جس میں کہا گیا ہے کہ "ہم نے کتاب کو شب قدر میں نازل کر دیا"۔ اس ضمیر کو مدنظر قرار دیتے ہوئے جس کا کتاب کے لئے استعمال کیا گیا ہے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مکمل قرآن شب قدر میں، جو ماہ رمضان میں ہے، نازل ہوا۔ پس اس نزول کو یوم بعثت کے نزول سے الگ ہونا چاہیے کیونکہ یوم بعثت کو فقط چند آیات ہی نازل ہوئی ہیں۔

مختصر لفظوں میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ جو آیات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ قرآن ماہ رمضان میں اور شب قدر میں نازل کیا گیا وہ اس بات کی دلیل نہیں ہو سکتیں کہ یوم بعثت جس میں بھی چند آیات کا نزول ہوا، وہ اسی مہینہ میں ہے کیونکہ قرآنی آیات کا بالکل واضح بیان ہے کہ مکمل کتاب (قرآن) اسی مہینہ میں نازل ہوا ہے جبکہ بعثت کے دن پانچ یا چھ آیات کا نزول ہوا ہے۔ لہذا علماء و محققین نے ان

قرآن رمضان المبارک کے مہینے میں ایک مبارک رات میں جو شب قدر تھی نازل کیا گیا ہے

آیات کا مفہوم بیان کرتے ہوئے یوں اظہار خیال کیا ہے کہ اسی مہینے میں مکمل قرآن لوح محفوظ سے بیت معمور میں نازل کیا گیا ہے اور ثبوت کے طور پر سنی و شیعہ دونوں علماء و دانشوروں نے قرآن مجید کی مذکورہ آیات کا سہارا لیا ہے بالخصوص "الازہر" یونیورسٹی کے پروفیسر محمد عبد العظیم زرقانی نے اپنی کتاب میں ان روایات کا ذکر بڑی تفصیل و وضاحت کے ساتھ کیا ہے (۵)

دوسرا جواب :-

نامور علماء و دانشوروں کی جانب سے جو سب سے زیادہ سنجیدہ جواب دیا گیا ہے وہ یہی دوسرا جواب ہے جس کی وضاحت کے لئے علامہ طباطبائی نے اپنی گرانقدر کتاب (۶) میں بھرپور کوشش کی ہے اور جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

یہ کہ قرآن مجید ارشاد فرماتا ہے کہ "ہم نے اس کو ماہ رمضان میں نازل کیا۔ اس سے مراد وہ قرآن ہے جو قلب پیغمبرؐ پر نازل ہوا کیونکہ تدریجی وجود کے علاوہ قرآن اس حقیقت کا حامل ہے جس سے خداوند عالم نے اپنے پیغمبرؐ کو ماہ رمضان المبارک کی ایک معین رات میں آگاہ کر دیا۔

چونکہ پیغمبر اکرمؐ پورے قرآن سے بخوبی واقف تھے اسی وجہ سے یہ حکم دیا کہ قرآن کے بارے میں عجلت نہ کریں۔ تاوقتیکہ اس کے تدریجی نزول کا عمل جاری ہو جائے جیسا ارشاد ہوتا ہے کہ قرآن کے بیان میں عجلت نہ کرو اس سے قبل کہ اس کے لئے حکم وحی صادر ہو جائے (۷)

اس جواب کا ماحصل یہ ہے کہ قرآن اس مجموعی علمی اور حقیقی وجود کا حامل ہے جو یک دفعہ ماہ رمضان میں نازل ہوا، اور دوسرے تدریجی وجود کا حامل ہے جس کے نزول کی شروعات یوم بعثت سے ہوئی اور آنحضرتؐ کی عمر کے آخری لمحات تک بتدریج نازل ہوتا رہا۔

تیسرا جواب :-

جیسا کہ تمام وحی کی وضاحت کے سلسلے میں روشنی ڈالی جا چکی ہے وحی مراحل و مراتب کی حامل ہے اور پیغمبرؐ جن مرحلوں سے دوچار ہوتے ہیں وہ ان کے [illegible] ہیں۔ دوسرا مرحلہ غیبی و آسمانی آواز ہے جس کو وہ فرشتوں کی وساطت کے بغیر ہی اسی طرح سن لیتے ہیں اور آخری مرحلہ یہ ہے کہ عالم مشاہدہ میں فرشتے سے کلام الٰہی کو سن کر اس کی روشنی میں دیگر عوالم کے حقائق سے آگاہ ہو جاتے ہیں۔

چونکہ انسانی نفس پہلی مرتبہ میں مرتبہ وحی کے تحمل کی طاقت نہیں رکھتا ہے بلکہ اس کو آہستہ آہستہ انجام پذیر ہونا چاہیے لہذا یہ کہنا چاہیے کہ یوم بعثت (۲۷ رجب) کو اور اس کے بعد ایک مدت تک پیغمبر اسلامؐ فقط یہ آسمانی آواز سنتے رہے اور خداوند عالم کے رسول و پیغمبرؐ رہے۔ اس مدت کے درمیان کوئی دوسری آیت نازل نہیں ہوئی اور کچھ زمانے کے بعد رمضان المبارک کے مہینے میں قرآن کریم کا تدریجی نزول شروع ہو گیا۔

اس جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ ماہ رجب میں پیغمبرؐ کو مبعوث برسالت ہونا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ قرآن کا نزول بھی اسی مہینہ میں ہوا اور اس بات میں کیا اشکال ہے کہ قرآن کریم رمضان میں نازل ہوا اور رجب کے مہینہ میں پیغمبرؐ مبعوث برسالت ہو جائیں۔

مذکورہ بالا جواب اگرچہ اکثر تاریخی بیانات کے مطابق نہیں ہے اس لئے کہ اکثر مورخین نے نقل کیا ہے کہ سورہ

علق" کی آیات بعثت کے دن نازل ہوئیں لیکن اس کے ساتھ ایسی روایات بھی ملتی ہیں جنہیں یوم بعثت کا واقعہ فقط غیبی آواز کے سننے پر تمام ہو جاتا ہے اور قرآن کی آیات کے نزول کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا ہے بلکہ یہ کہا گیا ہے کہ اس روز پیغمبرؐ نے ایک فرشتے کو دیکھا جو ان سے کہتا ہے: "یا محمد انت رسول اللّٰہ" اور بعض روایات میں فقط غیبی آواز سننے کی بات کہی گئی ہے اور فرشتہ دکھائی دینے کا ذکر نہیں کیا گیا ہے بہرحال اس موضوع کی مزید وضاحت کے لئے بحارالانوار کی طرف رجوع کیا جائے۔ ۱۸

بعثت سے قبل آنحضرتؐ کا ایمان:

بہت دنوں سے سنی اور شیعہ علماء و دانشوروں کے درمیان اس موضوع پر بحث و گفتگو چل رہی ہے کہ بعثت سے قبل پیغمبرؐ کا ایمان کیا تھا اور وہ کس آئین کے پیرو تھے۔ ان لوگوں نے اس سلسلے میں مندرجہ ذیل سوال اٹھائے ہیں اور انہیں سے ہر سوال کا جواب دیا ہے۔

۱۔ کیا بعثت سے قبل پیغمبرؐ کسی آئین کے پیرو تھے یا نہیں؟

۲۔ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ وہ کسی آئین کے پیرو تھے تو کیا یہ خود ان کا اپنا آئین تھا؟

۳۔ اگر وہ کسی دوسرے آئین کے پیرو تھے تو کیا وہ آئین براہ راست خود رسول اکرمؐ پر الہام ہوا تھا اور وہ مستقل طور پر اس کی پیروی کیا کرتے تھے یا ان کا شمار اس آئین کے دیگر پیروکاروں میں ہوتا ہے۔

۴۔ اب چاہے وہ مستقل طور پر اس آئین کی پیروی کرتے ہوں یا اس آئین کے دیگر پیروکاروں کی طرح عمل کرتے ہوں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ آئین گذشتہ پیغمبروں میں سے کس پیغمبرؐ سے وابستہ رہا ہے؟ یہی وہ چار سوالات ہیں جو سیرت، تاریخ اور تفسیر کی کتابوں میں دکھائی دیتے ہیں لیکن کیا ان سوالوں کا جواب دینا لازمی ہے؟ کیا بنیادی طور پر ان موضوعات کے سلسلے میں بحث و مباحثہ کرنا لازمی ہے کہ ان سوالوں کا جواب دینے کے لئے تاریخ و تفسیر اور سیرت و تفسیر کو اٹھتے بیٹھتے ہیں لگے رہیں۔

ہمارا خیال ہے کہ اس مسئلہ کی خصوصیات کے بارے میں زیادہ بحث کرنا لازمی نہیں ہے بلکہ اہم بات یہ ہے کہ گونا گوں ثبوت و دلائل کے ذریعہ ہم یہ ثابت کریں کہ بعثت سے قبل پیغمبر اسلامؐ موحد و خدا پرست، زاہد و عابد اور پاکیزہ رہے ہیں۔ پس ہماری نظر میں اس مسئلہ کو دو طریقے سے حل کیا جا سکتا ہے اور وہ دونوں طریقے یہ ہیں۔

۱۔ بعثت سے قبل ان کی ۴۰ سالہ زندگی کا تجزیہ۔

۲۔ اس موضوع پر پیشوایان اسلام کی روایات کا بغور مطالعہ۔

بعثت سے قبل پیغمبر اسلامؐ کی چالیس سالہ زندگی عفت و پاکدامنی، امانت و صداقت، حق بیانی و دوستی، مظلومین و غرباء کے ساتھ نیکی و بھلائی اور بتوں و بت پرستوں سے نفرت و بیزاری پر مشتمل دکھائی دیتی ہے۔ یہاں تک کہ شام کے تجارتی سفر کے دوران جب ایک تاجر نے بتوں کی قسم کی بات کہی تو حضرتؐ نے اس سے فرمایا: "ہماری نظر میں دنیا کی ناپسند ترین چیزیں یہی "لات" و "عزیٰ" ہیں جن کی تو قسم کھا رہا ہے۔ میں بتوں سے ہمیشہ نفرت کرتا ہوں۔"

اس کے علاوہ رمضان کے مہینوں میں کوہ حرا میں ان کی مسلسل عبادت اور ان کے لگاتار سفر حج کا ذکر بھی ملتا ہے۔

> "خداوند عالم نے پیغمبرؐ کی شیرخوارگی کے زمانے سے ہی اپنے ایک عظیم المرتبت فرشتے کو ان کا ہم نشیں بنا دیا تھا تاکہ وہ انہیں دن و رات اخلاقی محاسن و مکارم کی سیر کرائے۔

۵۔ چھٹے امامؑ کا قول ہے کہ پیغمبر اکرمؐ نے دس مرتبہ اور ایک روایت کے بموجب بیس مرتبہ مخفی طور پر حج کیا ہے اور جیسا کہ ہم لوگوں کو معلوم ہے کہ حج اعمال حج ان شعائر کا قیام ہے جن کی طرف حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے دعوت دی ہے اور یہ مطالبہ کیا ہے کہ اس طرح موحد لوگ مخصوص ایام میں ایک مرکز پر جمع ہو جائیں۔

اسی طرح ہمیشہ کھانا کھاتے وقت وہ اپنی زبان سے خداوند عالم کا نام لیتے تھے اور ناجائز طور پر ذبح کئے گئے حیوانات کا گوشت کھانے سے پرہیز کیا کرتے تھے اور فحش مناظر، شراب نوشی اور قماربازی سے انھیں اتنی بڑی تکلیف ہوتی تھی کہ کبھی کبھی وہ پہاڑ کے دامن میں پناہ اختیار کر لیتے تھے اور کافی رات گزرنے کے بعد گھر واپس آیا کرتے تھے۔

اب یہ دیکھنا چاہیے کہ ایک ایسا آدمی جس کے حالات ایسے رہے ہوں اور جس کے صفحۂ زندگی میں کوئی کمزوری والا پہلو دکھائی نہ دیتا ہو اور جس نے اپنی زندگی کا بیشتر حصہ پہاڑوں کے دامن اور خلوت گاہوں میں عبادت اور دلکش مناظر کا بغور مشاہدہ کرنے میں بسر کیا ہو تو کیا اس کے ایمان کے بارے میں شک کیا جا سکتا ہے؟ کیا یہ ممکن ہے کہ وہ ایمان نہ رکھتا ہو؟ اگر کسی عام آدمی میں ان صفات عالیہ کا سواں حصہ بھی نظر آتا تو ہم اس کے ایمان اور اس کی خدا شناسی و فرض شناسی کا یقین کر لیتے چہ جائیکہ رسول اکرمؐ۔

۲۔ جستجوئے حقیقت کی دوسری راہ وہ روشن اور بیشمار روایات کا بغور مطالعہ ہے جو پیشوایان اسلام سے منقول ہیں۔ ان روایات میں پیشوائے موحدان کے "خطبۂ قاصعہ" کے یہ جملے بھی شامل ہیں۔

"خداوند عالم نے پیغمبرؐ کی شیرخوارگی کے زمانے سے ہی اپنے ایک عظیم المرتبت فرشتے کو ان کا ہم نشیں بنا دیا تھا تاکہ وہ انہیں دن و رات اخلاقی محاسن و مکارم کی سیر کرائے۔ بعثت سے

حضرت مسیحؑ سے آنحضرتؐ کا موازنہ:

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پیغمبر اکرمؐ ہر اعتبار سے دوسرے تمام پیغمبروں پر فضیلت رکھتے ہیں جبکہ بعض انبیاء علیہم السلام کے بارے میں قرآن مجید کا بیان ہے کہ بچپن ہی میں انہیں نبوت کا عہدہ عطا کر دیا گیا تھا اور ان پر کتاب بھی نازل کر دی گئی تھی مثلاً قرآن حضرت یحییٰؑ کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے: "ہم نے بچپن میں ہی ان کو یہ حکم دیا کہ اے یحییٰؑ! قدرت خداوندی کے سہارے یہ کتاب حاصل کرو"۔[11]

جس وقت حضرت عیسیٰ بن مریم گہوارہ میں تھے، بنی اسرائیل کے سرداروں نے ان کی والدہ سے نومولود کے باپ کو دریافت کیا، حضرت مریمؑ نے ان لوگوں کو گہوارہ کی طرف متوجہ کیا کہ اپنے سوال کا جواب اس بچے سے پوچھو اور حضرت عیسیٰؑ نے بڑی فصاحت و بلاغت کے ساتھ ان لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا: "میں خدا کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب عطا کی ہے اور مجھے اپنا نبی و پیغمبر بنایا ہے۔ میں کہیں بھی رہوں اس نے مجھے بابرکت بنایا ہے اور جب تک میں زندہ ہوں اس نے مجھ سے نماز و زکوٰۃ کا مطالبہ کیا ہے۔"[12]

حضرت عیسیٰ ابن مریم کمسنی و شیرخواری کے زمانے میں ہی تمام لوگوں کے سامنے اپنے دین کے اصول و فروع کو پوری طرح واضح کر دیتے ہیں اور لوگوں پر پوری طرح یہ واضح کر دیتے ہیں کہ میں خدا پرستی کی پیروی کرنے والا ایک بندۂ خدا ہوں۔

جب ہم آپ کے ضمیر کو گواہ قرار دیتے ہوئے یہ عرض کرتے ہیں کہ آخر کیسے ممکن ہے کہ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت یحییٰؑ تو کمسنی اور شیرخواری کے زمانے میں ہی مومن ہوں اور اپنی زبان سے حقائق فطرت کی ترجمانی کریں اور یگانہ رہبر کائنات و دنیا کا سب سے زیادہ شریف انسان چالیس سال کی عمر تک غیر معمولی ایمان کا حامل بھی نہ ہو جبکہ زوال ہی کے وقت کو راز و نیاز میں مشغول رہتے ہیں۔

حوالے:

[1] شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن۔ (سورہ بقرہ آیت ۱۸۵)

[2] حٰمٓ والکتاب المبین انا انزلناه فی لیلة مبارکة۔ (سورہ دخان آیت ۲-۳)

[3] انا انزلناه فی لیلة القدر۔ (سورہ قدر آیت ۱)

[4] روح معنوی و بیت معمور کی تفصیلی وضاحت کے لئے کتب تفسیر و حدیث کی طرف رجوع کیا جائے۔

[5] مناهل العرفان فی علوم القرآن جلد اول ص[illegible]۔

[6] المیزان جلد ۲ ص[illegible]۔

[7] ولا تعجل بالقرآن من قبل ان یقضی الیک وحیه:

[8] بحار الانوار جلد ۱۸ ص[illegible] (۱۹۴۳)

[9] مرحوم علامہ مجلسی نے بحار الانوار جلد ۱۸ ص[illegible] تا ص[illegible] میں اس موضوع پر تفصیلی بحث کی ہے۔

[10] ولقد قرن الله به من لدن ان کان فطیما اعظم ملک من ملائکته یسلک به طریق المکارم ومحاسن اخلاق العالم لیله ونهاره: نہج البلاغہ جلد ۲ ص[illegible] خطبہ [illegible]

[11] یا یحیی خذ الکتاب بقوة وآتیناه الحکم صبیا: (سورہ مریم آیت ۱۲)

[12] انی عبد الله آتانی الکتاب وجعلنی نبیا وجعلنی مبارکا این ما کنت واوصانی بالصلوة والزکوة ما دمت حیا۔ (سورہ مریم آیت ۳۱)

بقیہ: اداریہ ص ۱۹ سے

مشرقی اور مغربی استعمار نے [illegible] کو غاصب صیہونی حکومت کے مفادات کے محافظ کی حیثیت سے پیش کیا ہے اور یہ اعلان کیا ہے کہ کیمپ ڈیوڈ جیسے سیاسی مکر و فریب کا مقصد عالم اسلام پر اسرائیلی جارحانہ حملات کو جاری رکھنا ہے۔

امام خمینیؒ نے تمام مسلمانوں کے لئے عالمی یوم قدس کی تشکیل کو ایک [illegible] فریضہ قرار دیا ہے تاکہ امت اسلامیہ، عالم عرب اور اسلامی اقوام عالم غاصب صیہونی حکومت کے وحشیانہ حملات اور مقبوضہ اسلامی علاقوں میں فلسطینی مسلمانوں کے قتل عام کے خلاف [illegible] کے خلاف [illegible] کر سکے اور [illegible] فلسطین اس عظیم عالمی تحریک [illegible] کی آزادی کے لئے اپنی جدوجہد کو جاری رکھ سکے [illegible] بیت المقدس [illegible] مسلمانوں [illegible] کے ارمان کی تکمیل ہو سکتی ہے۔

بقیہ: صفحہ ۷ سے آگے

وائس آف امریکہ ریڈیو۔

[illegible] مشکوک ہے۔ حکومت عراق سے جھگڑا ہو کر [illegible] کرد [illegible] سیاسی [illegible] اور حکومت عراق کی [illegible] سیاست کا [illegible]

کشکول:

سقراط کے غلام کا غلام

یونان کا ایک بادشاہ حکیم سقراط کے پاس گیا اور اسے سوتا ہوا دیکھا۔ اپنے پیر سے ٹھوکر مارتے ہوئے کہا: "اٹھ کھڑا ہوجا۔" سقراط اٹھ بیٹھا اور شاہی شان و شوکت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس کی طرف کوئی توجہ نہ کی۔ بادشاہ نے پوچھا: "کیا تو مجھے نہیں پہچانتا ہے؟"

سقراط نے کہا: "نہیں لیکن غالباً تو مجھے جانور معلوم ہوتا ہے کیونکہ لات مارنا جانوروں کا کام ہے۔" بادشاہ نے کہا: "تو مجھ سے اس طرح گستاخانہ گفتگو کرتا ہے جبکہ تو میری رعایا اور میرا غلام ہے۔"

سقراط نے جواب دیا: "میں ایسا نہیں ہوں بلکہ تو خود میرے غلام کا غلام ہے۔"

بادشاہ نے پوچھا: "کیسے؟"

سقراط نے کہا: "شہوت و خواہشات نے تجھے اپنا غلام و فرمانبردار بنا رکھا ہے اور میں نے انہیں اپنا غلام و ماتحت کر رکھا ہے۔ پس میں تیرے حاکم کا حاکم ہوں اور تو میرے غلام کا غلام ہے۔"

بادشاہ حکیم سقراط کی اس دانشمندانہ گفتگو سے بہت شرمندہ ہوا اور وہاں سے چلا گیا۔

مولانا کی مختصر باتیں:

جب کوئی بات زیادہ عبارت کے ساتھ پیش کرتے ہیں تو مقصد فراموش ہو جاتا ہے۔

آدمی جب اس چیز کا عاشق ہے جس کو کبھی دیکھا ہے نہ چکھا ہے اور نہ رکھا ہے مگر دن رات اس کے لئے بے قرار رہتا ہے اور جس چیز کو اس نے محسوس کیا ہے اور اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے، اس سے بے رغبت وہ کیوں نہ ہو؟

نماز فقط اس بات کے لئے نہیں ہے کہ سارا دن قیام و رکوع و سجود میں لگے رہو بلکہ مقصد یہ ہے کہ نماز کی حالت میں جو کیفیت طاری ہوتی ہے وہ ہر وقت آپ کے ساتھ رہے چاہے آپ عالم خواب میں ہوں اور چاہے پڑھنے لکھنے میں مصروف ہوں کسی عالم میں بھی آپ یاد حق اور ذکر خداوندی سے غافل نہ ہوں۔

تمہیں ایک مدت سے تلخی و ترشی کی عادت ہو گئی ہے۔ ایک مرتبہ شیرینی بھی آزما کر دیکھو۔ کسی کو اندر کی بات معلوم نہیں ہے اور خیالات تو ہوائی چڑیوں کی طرح ہیں۔

(مولانا روم)

قول اول یا قول دوم؟!

ایک غریب آدمی نے اپنی بیوی سے کہا کہ تھوڑا سا پنیر دو کیونکہ اس کے کھانے سے معدہ طاقتور ہوتا ہے۔ ہڈیاں مضبوط ہو جاتی ہیں اور بھوک میں بھی بہت اضافہ ہو جاتا ہے۔ عورت نے کہا کہ پنیر گھر میں نہیں ہے۔

اس آدمی نے کہا۔ چلو بہتر ہے کیونکہ معدہ میں خرابی پیدا کرتا ہے اور دانت کی جڑوں کو بھی کمزور کر دیتا ہے۔

عورت نے کہا: "اے شخص تیری باتیں باہم متضاد و مختلف ہیں۔ میں کس بات کو اختیار کروں؟"

اس آدمی نے کہا: "اگر پنیر گھر میں ہو تو قول اول کو مان لو اور اگر نہ ہو تو قول دوم کو۔"

سعادت دنیا و آخرت:

ایک مرد بزرگ سے لوگوں نے پوچھا کہ دنیا و آخرت

...وت کا راز کیا ہے اور یہ کیسے حاصل کی جا سکتی ہے؟
...بزرگ نے کہا: "تقویٰ و پرہیزگاری۔"
...لوگوں نے سوال کیا: "تقویٰ و پرہیزگاری کی حقیقت ...ہے؟"
...جواب دیا: "خوشنودیٔ حق تعالیٰ کے لئے اپنے باطن ...بالکل اسی طرح جیسے لوگوں کو دکھانے کے لئے ...ظاہر کو آراستہ کرتے ہو۔"

جاہل تیرانداز:

...ایک مرد فلسفی ایک جنگل میں سیر کر رہا تھا۔ اس ...نے ایک جاہل اور نوآموز تیرانداز کو دیکھا کہ اس نے ...جگہ کو اپنا نشانہ تو بنا رکھا تھا لیکن دائیں بائیں تیر ...چلا رہا تھا اور اس کا کوئی تیر نشانہ کے قریب تک ...نہیں پہونچ رہا تھا۔

وہ مرد فلسفی خوفزدہ ہوا کہ کہیں کوئی تیر اس کے نہ ...لگ جائے لہٰذا وہ گیا اور اس تیرانداز کے نشانہ کے ...سامنے بیٹھ گیا اور کہنے لگا: "مجھے اس سے زیادہ ...کوئی دوسری جگہ نظر نہیں آتی کیونکہ مجھے اس ...کا پورا یقین ہے کہ اس کا تیر نشانہ پر کبھی نہ ...لگے گا۔"

احتیاط سے کام کرنا

شیخ حسین نجف تبریزی نجف کے ایک متقی و پرہیزگار ...تھے۔ بہت شیریں اور لطیف تذکرے کتابوں میں اکثر منقول ...ہیں۔ انہیں سے ایک یہ ہے کہ ...وہ حج سے ...واپس ہوئے۔ لوٹتے وقت وہ شام گئے تو اہل شام ...نے پرجوش استقبال کیا۔ ایک دن ایک آدمی نے ان ...سے کہا کہ اہل عراق کھانے سے پہلے پھل کھاتے ہیں اور ...اہل شام کھانا کھانے کے بعد۔ اس سلسلے میں آپ کا ...کیا خیال ہے۔

انھوں نے کہا: اگر مسئلہ باعث اختلاف ہے تو ...احتیاط سے کام لیتے ہیں چنانچہ ہم کھانے سے پہلے بھی پھل کھاتے ہیں اور کھانا کھانے کے بعد بھی۔

لوٹ کھسوٹ کا تحفہ

ایک دن ہارون رشید اپنے وزیر جعفر برمکی کے ساتھ خلافت کے باہر ایک سواری پر بیٹھا جا رہا تھا۔ اسی اثنا میں تھوڑی دور پر ایک قافلہ نظر آیا۔ لوگوں نے ہارون کو بتایا کہ یہ قافلہ علی بن عیسیٰ ماہان کی جانب سے خراسان سے خلیفہ کے لئے گرانقدر تحفہ لے کر آیا ہے۔

چونکہ علی بن عیسیٰ سے قبل خراسان کی حکومت فضل بن یحییٰ برمکی کے ہاتھوں میں تھی لہٰذا ہارون نے جعفر برمکی کو مخاطب کرتے ہوئے پوچھا:

"تمہارے بھائی کے زمانے میں یہ تحفے کہاں تھے؟"

جعفر نے جواب دیا: "یا امیر! یہ تحفے اپنے مالکوں کے ہاتھوں میں تھے۔"

بغیر چھت کی بہشت

ایک دولتمند آدمی نے ایک خوش مزاج واعظ کو ایک بغیر نگینے کی انگوٹھی دی اور کہا کہ میرے لئے کھانے کی میز پر دعا کر دیں۔

واعظ نے اس کے لئے اس طرح دعا کی: "خدایا! اس آدمی کو بہشت میں ایک ایسا محل دیدے کہ جس پر چھت نہ ہو۔" جب وہ آدمی پیچھے رہ گئے تو وہ دولتمند آدمی اس کے پاس گیا اور مصافحہ کرنے کے بعد اس سے کہا: "اے مخدوم! یہ دعا کونسی نوعیت کی تھی جو آپ نے میرے لئے کی ہے؟"

اس نے کہا: "اگر تیری انگوٹھی میں نگینہ ہوتا تو بہشت میں تیرے محل پر چھت بھی ہوتی!"

علامت صلیب

ایک دن ایک نوجوان شاعر اپنا دیوان اپنے استاد کے پاس لے گیا اور کہنے لگا: "جہاں جو اشعار ٹھیک نہ ہوں ان کے سامنے صلیب کی علامت لگا دیجئے۔" کچھ دنوں بعد وہ نوجوان شاعر دیوان واپس لینے کے لئے اپنے استاد کے پاس گیا۔ جب اس نے دیوان کے کچھ اوراق الٹ پلٹ کر دیکھے تو اسے کہیں بھی صلیب کی علامت دکھائی نہ دی۔ وہ اس بات سے بہت خوش ہوا اور کہنے لگا: "معلوم ہوتا ہے کہ میرے دیوان کے تمام اشعار عمدہ اور معیاری ہیں؟"

استاد نے جواب دیا: "تم ٹھیک کہتے ہو۔ اگر میں نے تمہاری خواہش کے مطابق عمل کیا ہوتا تو تمہارا دیوان عیسائیوں کے قبرستان کی شکل اختیار کر لیتا۔"

پرانا کفن:

ایک بار غالب نے اپنے شاگرد سے کہا کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو کہیں سے پرانا کفن حاصل کر کے اس میں کفنا کر مجھے دفن کرنا۔

شاگرد نے بڑے ادب سے عرض کیا کہ حضور! اس میں کیا راز ہے؟ اس پر غالب نے مسکرا کر کہا کہ صاحبزادے! ابھی تو تم سمجھ نہیں رہے ہو۔

منکر نکیر قبر میں پرانا کفن دیکھ کر سمجھیں گے کہ مردہ پرانا ہے اس سے سوال و جواب ہو چکے ہوں گے۔

ارسال: افتخار احمد۔ کاشانہ،
شاہجہانپور۔

چودہ ؟ ایک انعامی مقابلہ

برادران و خواہران اسلام ــــ سلام علیکم

[illegible]

انعامات: پہلا انعام: ایک کتاب + مبلغ [illegible] روپے نقد — دوسرا انعام: ایک کتاب + مبلغ [illegible] روپے نقد — تیسرا انعام: ایک کتاب + مبلغ [illegible] روپے نقد

کیا آپ جانتے ہیں؟

۱۔ مندرجہ ذیل آیہ قرآن مجید کی کس سورت کی کس آیت ہے اور اس کا مطلب کیا ہے؟

سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ لِنُرِيَهُ مِنْ آيَاتِنَا ۚ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ

۲۔ "اے رسول قبلہ بدلنے کے واسطے بے شک تمہارا (بار بار) آسمان کی طرف منہ کرنا ہم دیکھ رہے ہیں تو ہم ضرور تم کو ایسے قبلہ کی طرف پھیر دیں گے کہ تم نہال ہو جاؤ۔ اچھا تو نماز ہی میں تم مسجد محترم (کعبہ) کی طرف منہ کر لو۔ اور اے مسلمانو! تم جہاں کہیں بھی ہو اسی طرف اپنا منہ کر لیا کرو۔ اور جن لوگوں کو کتاب دی گئی وہ بخوبی جانتے ہیں کہ یہ (تبدیلی قبلہ) بجا و درست ہے اور اس کے پروردگار کی طرف سے ہے اور جو کچھ وہ لوگ کرتے ہیں اس سے خدا بے خبر نہیں ہے۔"

مندرجہ بالا عبارت قرآن مجید کی کس آیہ مبارکہ کا ترجمہ ہے؟

۳۔ صلیبی جنگیں کن جنگوں کی طرف اشارہ ہے؟ یہ جنگیں کب اور کن کے بیچ لڑی گئیں؟

۴۔ اس مسلم سردار کا نام بتایئے جس نے یورپی عیسائیوں کے قبضے سے بیت المقدس کو آزاد کرایا؟

۵۔ اسلامی سرزمین فلسطین پر غاصب اسرائیلی حکومت کس طرح اور کس کے توسط سے مسلط ہوئی؟

۶۔ "جنگ چھ روزہ" کسے کہتے ہیں؟ اس کے نتائج کیا ہوئے؟

۷۔ جمعۃ الوداع کو بعنوان "روز قدس" کب اور کس کے توسط سے اعلان کیا گیا؟

۸۔ اس علاقہ کا نام بتایئے جو "افریقہ و ایشیا کے درمیان پل" کے نام سے معروف ہے اور اس کے کن حصوں میں فلسطینی قوم آباد تھی۔

۹۔ مندرجہ ذیل میں وہ کون سے تین فلسطینی عظیم ہیرو اور مجاہد ہیں جنہوں نے صیہونیوں سے جنگ کی اور درجہ شہادت پر فائز ہوئے؟

۱۔ حاج محمد امین الحسینی مفتی اعظم و صدر شورای اسلامی ۲۔ حسن البنا ۳۔ شیخ عزالدین قسام ۴۔ ڈاکٹر عمران ۵۔ عبدالقادر حسینی ۶۔ خالد اسلامبولی

۱۱۔ متجاوز اسرائیل کے غاصبانہ تسلط میں وہ کون سا علاقہ ہے جس میں ایک ہی دن میں کئی ہزار بے گناہ فلسطینی مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا؟

۱۲۔ شہر تیونس میں فلسطینی عمومی کانگریس نے کب اور کس تنظیم کی تشکیل و تاسیس کا اعلان کیا؟

۱۳۔ فلسطین اور یروشلم کے قدیم نام کیا تھے لکھئے؟

۱۴۔ مندرجہ ذیل قول کس کا ہے؟

"اسرائیل اور اس کے ایجنٹوں سے رابطہ خواہ تجارتی رابطہ ہو یا سیاسی، حرام اور اسلام کے خلاف ہے؟"

شمارہ ۷۳

ماہنامہ "راہِ اسلام"

صحیح جواب

ماہنامہ

"راہِ اسلام"

کے شمارہ ۷۲ میں

پوچھے گئے سوالات کا

جواب حاضرِ خدمت ہے

انعامی مقابلے میں شرکت

کرنے والوں سے التماس

ہے کہ سوالوں کا جواب

مختصر لکھا کریں۔

"ادارہ"

۱۔ جواب "د" صحیح ہے۔ (مندرجہ بالا تینوں صحیح ہیں)

۲۔ جواب "د" صحیح ہے۔ (مندرجہ بالا تینوں صحیح ہیں)

۳۔ جواب "الف" صحیح ہے۔ (ملوکوں کے مظالم سے رہائی عوام کی آزادی اور خدا کی طرف مراجعت)

۴۔ جواب "ب" صحیح ہے۔ ([illegible])

۵۔ جواب "الف" صحیح ہے۔ (اسلامی انقلابی کونسل کو)

۶۔ جواب "ج" صحیح ہے۔ (اسلامی سرزمین پر امام خمینی کے ورود سے پیروزی انقلاب اسلامی تک)

۷۔ جواب "الف" صحیح ہے۔ (ایک ہی مکتب کے معتقد افراد کثیر تعداد کو خطرے میں دیکھ کر شورش برپا کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے)

۸۔ جواب "الف" صحیح ہے۔ ([illegible] لاکھ)

۹۔ جواب "الف" صحیح ہے۔ (انّی بعثت لاُتمم مکارم الاخلاق)

۱۰۔ جواب "ب" صحیح ہے۔ (۲۳ سال)

۱۱۔ جواب "د" صحیح ہے۔ (مندرجہ بالا تینوں صحیح)

اعلانِ نتیجہ

ماہنامہ "راہِ اسلام" شمارہ ۷۲ کے انعامی مقابلہ میں بہت سے برادران و خواہران اسلام نے شرکت فرمائی۔ مندرجہ ذیل حضرات انعام کے مستحق قرار پائے گئے۔

اول: احسان علی
گوہنگا کرگل (کشمیر)

دوم: سید اقتدار حسین نقوی
ڈونگری۔ بمبئی (مہاراشٹر)

سوم: ڈاکٹر سید اطہر زیدی
شیخ سرائے سیتاپور (یو۔پی)

چہارم: سعیدہ بانو
تھاؤزنڈ لائٹس۔ (مدراس)

پنجم: نجمہ بانو
کریم پور۔ تگ پور۔ فیض آباد
(یو۔پی)

صحیفۂ نور

فلسطین کے سلسلے میں مسلمانوں کے فر

اس حقیقت سے سبھی لوگ بخوبی واقف ہیں کہ مغربی سامراجیت بالخصوص امریکہ کی بھرپور حمایت و سرپرستی کی وجہ سے اسرائیل عرصۂ دراز سے مسلمانوں کے قبلۂ اول سرزمین فلسطین پر اپنا غاصبانہ قبضہ جمائے ہوئے ہے اور ظلم و ستم کی زنجیروں میں جکڑی ہوئی فلسطینی قوم ادھر ادھر بھٹک رہی ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ تمام اسلامی ممالک اس اہم اسلامی مسئلہ میں ایک متحدہ اسلامی موقف اختیار کرتے ہوئے غاصبوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرتے لیکن افسوس کہ ان لوگوں کی نظر میں اس مسئلہ کا واحد حل یہ ہے کہ ظالم سے سمجھوتہ کر لیا جائے اور فلسطین اپنے گلے میں غلامی و رسوائی کا طوق پہننے کے تیار ہیں۔

قائد انقلاب اسلامی حضرت امام خمینی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ کا شروع ہی سے یہ موقف تھا کہ غاصب اسرائیلی حکومت کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے اور دشمن کے خلاف جہاد و شہادت جیسے آزمودہ ہتھیاروں کا استعمال کرتے ہوئے اس مسئلہ کا مکمل حل تلاش کیا جائے۔ اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد وہ آزادی قدس مشن میں مصروف رہے اور یوم قدس مظاہروں کے ذریعے اسرائیلی حکومت کی چولیں ہلا دیں اور فلسطین کو اس حد تک بیدار کر دیا کہ وہ اس وقت سر پر کفن باندھے ہوئے دشمن کے خلاف نبرد آزما ہے اور انشاءاللہ وہ دن دور نہیں جب فلسطین کو صہیونی چنگل سے نجات حاصل ہو جائے گی اور دنیا بھر کے مسلمانوں کا اسلامی شرف و وقار بحال ہو جائے گا۔ ذیل میں مسئلہ فلسطین کے سلسلے میں امام خمینی کے افکار و عقائد کی ایک جھلک پیش کی جا رہی ہے۔

● جب آپ دیکھ رہے ہیں کہ مقدس سرزمین فلسطین پر بے گناہ بچوں، عورتوں اور بوڑھوں کا قتل عام ہو رہا ہے اور جب یہ منظر بھی آپ کی نگاہوں کے سامنے ہے کہ جاری اسلامی سرزمین کو اعلانیہ تباہ و برباد کیا جا رہا ہے تو ایسی صورت میں مسلسل جہاد کے علاوہ اور کوئی راستہ باقی نہیں رہ جاتا۔ پس تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ ہر ممکن وسائل و امکانات کے ذریعہ اس مقدس جہاد میں تعاون کریں اور یہ یقین رکھیں کہ ان کے اس ارادہ کو تائید خداوندی حاصل ہے۔

(ستمبر ۱۹۶۹ء نجف اشرف)

● آزادی فلسطین کی راہ میں سرگرم جہاد فلسطینی مجاہدوں کی حمایت و سرپرستی میں غفلت و کوتاہی نہ کیجئے۔

(جنوری ۱۹۷۰ء)

● فلسطینی مجاہدوں کے لئے لازمی ہے کہ وہ خداوند عالم پر بھروسہ کرتے ہوئے اور تعلیمات قرآن کی پیروی کرتے ہوئے مکمل ثابت قدمی کے ساتھ اپنے مقدس مشن کو جاری رکھیں۔ بعض عناصر کی کاہلی و کوتاہی سے قطعی افسردہ نہ ہوں۔

(۱۹۷۰ء)

● واضح رہے کہ اسلامی ممالک کی اکثر پریشانیوں میں غا

اسرائیل کا مقصد ہے لہٰذا انہیں اسرائیل کے خلاف معاندانہ موقف اختیار کرنا چاہیے نیز فلسطین اور لبنان کے مجاہدوں کی بھرپور مدد کرنی چاہیے۔

([illegible])

● میں فلسطین اور لبنان کی حمایت و پشت پناہی کا اعلان کرتا ہوں

([illegible])

اگر مسلمان یہ سمجھ لیتے کہ ہم لوگ خداوند عالم سے ہیں اور ہمیں خدا کے لئے ہی کام کرنا چاہیے تو پھر انہیں کسی پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا اور پھر اسرائیل بھی پیش دستی اختیار کرتا۔ ہم لوگوں کو سنجیدگی کے ساتھ اسرائیل کو اپنے علاقے سے نکال باہر کرنے کی فکر کرنی چاہیے اور مسلمانوں کو ان ظالموں کے خلاف انقلاب برپا کرنا چاہیے۔

([illegible])

بیت المقدس کی آزادی کے لئے ایران اور اسلامی طاقت پر مبنی بندوقوں سے کام لینا چاہیے اور اس سیاسی بازی گری سے علیحدگی اختیار کرنی چاہیے جس سے سازش اور بڑی طاقتوں کی خوشامد کی بو آتی ہے۔ فلسطینی اور لبنانی عوام کو ان لوگوں کی تنبیہ کرنی چاہیے جو سیاسی سیر و تفریح میں وقت ضائع کر رہے ہیں کیونکہ اس بھاگ دوڑ کے پیچھے میں مظلوم قوموں کو نقصان کے علاوہ اور کچھ حاصل ہونے والا نہیں ہے۔

([illegible])

کیا وہ وقت نہیں آگیا ہے کہ غیرت دار و مجاہد فلسطینی قوم اسرائیل کے خلاف جہاد کی دعویدار سیاسی بازی گری کی علانیہ مذمت کرے اور گرم مشقوں سے اسلام اور مسلمانوں کے جانی دشمن اسرائیل کا سینہ چھلنی کر دے؟

([illegible])

اب جبکہ فلسطین کے بہادر و انقلابی مسلمان اپنی بلند ہمتی اور تائید الٰہی کے سہارے رسول مقبول کی معراج گاہ سے اللہ کہتے ہوئے ہیں اور مسلمانان عالم کو انقلاب و اتحاد کی طرف دعوت دے چکے ہیں اور عالمی کفر کے مقابلے میں انقلاب برپا کر چکے ہیں تو ایسی صورت میں معاندانہ، فعال اور بیدار

انسانی ضمیر کے سامنے کس منہ کے ذریعے یہ اہم اسلامی مسائل اور دینی دستے جو بھی اختیار کی جا سکتی ہے جبکہ فلسطین پر وہاں کے خون سے بیت المقدس کی دیواریں رنگین ہو چکی ہیں تو ان کے مظالم حق کو جواب ہمدردی کی گولیوں سے دیا جاتا ہے تو اس صورت میں کیا غیرت مند مسلمانوں کے لئے یہ شرم کی بات نہیں ہے کہ ان کی محفل دوستی کا کوئی جواب دیں اور ان کے ساتھ اپنی ہمدردی کا اظہار کریں۔ ...... بیت المقدس اور مسجد اقصیٰ پر درود و سلام، مظالم اسرائیل کے خلاف برسر پیکار قوم پر درود و سلام اور دنیا کے تمام مسلمین و مستضعفین پر درود و سلام

([illegible])

میں تقریباً بیس سال قبل بین الاقوامی صیہونیت کے خطرے کا اعلان کر چکا ہوں اور آج دنیا کے تمام آزادی طلب انقلابات اور انقلاب اسلامی ایران کے لئے صیہونیت کا خطرہ پہلے سے کم نہیں ہے بلکہ اس مدت کے دوران صیہونیت مختلف الانواع وسائل و امکانات سے آراستہ ہو چکی ہے۔ ہماری قوم اور دنیا کی تمام آزاد اقوام کو اس کا بھرپور مقابلہ کرنا چاہیے۔

جیسا کہ میں انقلاب کی کامیابی سے قبل اور اس کے بعد کئی مرتبہ وارننگ دے چکا ہوں ایک بار پھر اعلان کرتا ہوں کہ اسلامی ممالک کے جسم میں صیہونیت کے کینسر پھیلنے کا خطرہ ہے۔

آج آپ دیکھ رہے ہیں کہ دنیا میں صیہونیت یہودی ہونے کا دعویٰ کرتی ہے اور یہودی اس کو قبول نہیں کرتے ہیں۔ ذرا غور سے دیکھئے کہ وہ لوگوں کے ساتھ کیسا برتاؤ کرتی ہے اور اس کے بعد بھی یہ دعویٰ کرتی ہے کہ ہم حضرت موسیٰ کی پیرو ہیں۔

ہم یہودیوں کو صیہونیوں سے بالکل علیحدہ سمجھتے ہیں کیونکہ صیہونی ظاہراً دیندار نہیں ہیں۔ وہ صحیح ہیں، ظالموں کے خلاف انقلاب برپا کرنا حضرت موسیٰ علیہ السلام کا طریقہ رہا ہے اور صیہونی ظاہراً اس کے بالکل برعکس ہیں۔ یہ سیاسی بازی گروں کی ٹولی ہے جس نے تمام مذاہب بالخصوص یہودی مذہب کو بھی بدنام کیا ہے۔ ہم لوگ صیہونیت کے مخالف ہیں اور یہودی بھی اس کے مخالف ہیں بلکہ تمام لوگوں کو ان ظالموں سے نفرت و بیزاری رکھنی چاہیے۔ اسرائیل حکومت سے مراد تمام بیگن کی طرح کے ہیں۔

جب اسرائیل کا سابق وزیر اعظم ... تو حضرت امام خمینی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ نے اسرائیل و بیگن کو یہ خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا۔

● یہ دو ممالک جو ہمارے سامنے آ رہے ہیں، بعض مصری حکام اور بعض وزرائے اعظم کا یہ کہنا ہے کہ ہم اعلان چاہتے ہیں کہ اسرائیل عملی تشکیل دے رہی ہے اور فلسطین کو اس طرح نابود ہو جانا چاہیے جیسے کہ اسرائیل کا یہ مقصد رہا ہے وہ اسرائیلی ممالک کا ایک اٹوٹ حصہ ہے یعنی دریائے نیل سے دریائے فرات تک کا تمام عرب علاقہ اسرائیل عظیم کی سرحدوں میں شامل ہے۔ ہمارا اسرائیل کا ایک حصہ بننا چاہیے۔ مصر بھی اس کا ایک حصہ ہے اور یہ سب کوششیں تو محض ہتھکنڈے ہیں جس سے تم اسرائیل کے ساتھ ہیں، اسلامی ممالک کو صیہونیت کی کوشش کر رہی ہیں۔

● تمام مسلمانان بالخصوص علاقے کے مظلوم عوام کو اس حقیقت سے ہوشیار رہنا چاہیے کہ اسرائیل فلسطینی اور لبنانی عوام کو دھوکہ دینے کے لئے جو شگوفہ چھوڑتا ہے اس کا مقصد بھی نیل سے فرات تک کے تمام اسلامی ملکوں پر قبضہ جمانے کا مقصد ہے کہ جس کو نظر انداز کر کے ..... اس کی سیاسی بازی گری پر اپنی نگاہ رکھنا لازمی ہے۔

● میں بار بار کہتا چلا آ رہا ہوں کہ اسرائیل فقط قدس و فلسطین پر اکتفا کرنے والا نہیں ہے۔ وہ نیل سے فرات تک کی تمام عرب حکومتوں کو مقصد سمجھتا ہے اور اگر عرب حکومتیں بیدار نہ ہوئیں اور خواہ امریکہ کی حمایت سے موقع مل گیا تو وہ اپنے منصوبے کو عملی شکل دینے میں ذرہ برابر جھجک یا ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرے گا۔

ملت اسلامیہ ایران کے نام قائد انقلاب اسلامی کا

پیغام نوروز

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ وَالْاَبْصَار یَا مُدَبِّرَ اللَّیْلِ وَالنَّہ

یَا مُحَوِّلَ الْحَوْلِ وَالْاَحْوَالِ حَوِّلْ حَالَنَا اِلٰی اَحْسَنِ الْحَال

عید سعید نوروز کے موقع پر ولی امر مسلمین و قائد انقلاب حضرت آیت اللہ سید علی خامنہ ای نے ملت ایران کو نئے سال کی مبارکباد پیش کرتے ہوئے لوگوں کو انسانی عظمتوں اور بزرگیوں کی طرف متوجہ کیا۔ انھوں نے اپنے پیغام میں ماہ مبارک رمضان کے ساتھ نئے سال کی مطابقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ بتایا کہ رمضان کا مہینہ لوگوں کو ہر قسم کی روحانی خامیوں، خرابیوں اور برائیوں سے دور رکھتا ہے۔ اپنے پیغام میں قائد عظیم الشان انقلاب اسلامی حضرت امام خمینی قدس سرہ الشریف کی خدمت میں نذرانۂ عقیدت پیش کرتے ہوئے بارگاہ خداوندی میں دعا کی کہ ان کی روح پاکیزہ کو انبیاء و اولیاء (ع) کی ارواح مقدس کے ساتھ محشور کرے۔

عید سعید نوروز کے موقع پر جو ماہ مبارک رمضان سے اتفاقاً ہم آہنگ ہے، میں تمام برادران و خواہران عزیز اور دنیا کے مختلف علاقوں میں زندگی بسر کرنے والے تمام ایرانیوں اور دیگر مسلمانوں کو پر خلوص مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

ہر نئے سال کی آمد درحقیقت عالم فطرت میں رونما ہونے والی ایک مخصوص تبدیلی سے مطابقت رکھتی ہے اور تمام لوگوں کو یہ موقع فراہم کرتی ہے کہ وہ اپنی اندرونی تبدیلیوں اور اپنے اذہان و عقلوں اور فکری و روحانی امور کی اصلاح میں سرگرم ہو جائیں۔ چنانچہ نئے سال کی تشریفات کے موقع پر پڑھی جانے والی یہ دعائے شریف اس تبدیلی و ترقی کا درس دیتی ہے۔

اس دعا میں ہم بارگاہ خداوندی میں یہ مطالبہ کرتے ہیں ... ہمارے حالات میں اور ہماری روحانی و نفسانی کیفیت میں ایک

مبارک تبدیلی و ترقی و دگرگونی پیدا کرے کیونکہ تبدیلی و ترقی تو بس خداوند عالم کے ہاتھ میں ہے لیکن ہم لوگوں کا فریضہ ہے کہ اپنی اخلاقی ترقی و تبدیلی لیز اسلامی ترقی و تبدیلی کے لئے ہم لوگ میدان عمل میں پوری سرگرمی سے آجائیں۔ دنیا کی تمام برائیوں اور خرابیوں کا تعلق انسانی زندگی سے ہے۔ اگر انسان اچھے ہوں تو زندگی بھی پر لطف و شیریں ہوتی ہے اور اگر نفسانی اور شیطانی خواہشات انسان کے اعمال پر غالب رہیں تو جھوٹ اور زندگی ہر قسم کے مطابق ایام بیتتے ہیں اور اس بدی کو عام رواج حاصل ہو جاتا ہے۔

یہ انسان ہی تو ہیں جو زندگی اور دنیا کی حقیقت کو تلخ شیطانی، رنج و مصائب و پریشانی کا مجموعہ بنا دیتے ہیں۔

جہاں انسان اچھے اور نیک ہوں گے زندگی بھی پر لطف و خوشگوار ہو جائے گی۔ جہاں انسانوں نے اپنے اندر بری عادتیں پیدا کر لیں وہاں ان لوگوں کی زندگی ان بری عادتوں کا اثر ضرور قبول کرے گی۔ اگر آج ہم لوگ اس دنیا میں برائی، ناانصافی، قتل، رشوت، افلاس، اخلاقی خرابی اور دوسری شیطانی خصوصیات کو اونچا دیکھ رہے ہیں تو ہمیں اس کا سبب انسانوں کے وجود اور ان کے اندر پوشیدہ شیطانی صفات میں تلاش کرنا چاہیے۔ ایرانی عوام کو مرحوم [illegible] کہ وہ توقعات [illegible] خداوند کے سایہ میں اپنی زندگی کو شیطانی رسموں سے بچا کر حکومت الہی اور دین خداوندی کا تابع و فرمانبردار بنا دیں۔ خداوند عالم نے اپنے ایک صالح ترین بندے کو ہم لوگوں کے درمیان مقرر کر دیا تاکہ وہ اپنی الہی طاقت و روحانی عزم و ارادے کے ذریعہ ہم لوگوں کو وادی دین خدا کی راہ دکھائے اور ہمیں خواب غفلت سے بیدار کر کے ہماری صلاحیتوں کا استعمال کرے۔ ہمارے قلوب کو باہم مہربان بنا دے اور ہم لوگوں کو اپنے دشمنوں کی مکمل شناخت کرا دے۔ چنانچہ تائید الہی اور اس مرد عظیم و صالح کی قیادت میں ہم لوگوں نے راستہ طے کر لیا اور بحمد اللہ اس وقت کے دور میں ہم لوگ اپنے معاشرہ میں ایک مقبول و مستحکم اسلام کی حکمرانی قائم کرنے میں کامیاب رہے۔ یہ ایک عظیم نعمت ہے اور یہ دولت [illegible] سے بڑا ہوا ہے۔ ہماری [illegible] یہ کہ اسی راہ پر گامزن رہیں اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب ہم [illegible] الہی اور [illegible] تبدیلی کے سہارے [illegible] اخلاق [illegible] علیحدگی اختیار کریں۔

نئے سال کی ابتدا اور ماہ مبارک رمضان کی آمد کے موقع پر یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس برکت و رحمت و مغفرت الہی کے مہینے میں ہم لوگ اپنی ماضی کی کوتاہیوں اور برائیوں کو مد نظر رکھتے ہوئے استغفار کریں۔ واضح رہے کہ توبہ و استغفار کا مطلب ہے باطنی انقلاب کے ذریعہ برائیوں سے علیحدگی اختیار کرتے ہوئے خداوند عالم کی طرف پلٹنا۔ "وان استغفروا ربکم ثم توبوا الیہ یمتعکم متاعا حسنا الی اجل مسمی ویؤت کل ذی فضل فضلہ"

استغفار و خدا کی طرف واپسی اور باطنی اصلاح اس بات کا سبب بن جائے گی کہ خداوند عالم ہم لوگوں پر اپنی رحمت و برکت، قوت و عزت کی بارش میں اضافہ کر دے۔ لہذا ہم سبھی لوگوں کو بالخصوص ذمہ دار لوگوں کو چاہیے کہ خود اپنے اندر جھانک کر دیکھیں، خود اپنے اندر نظر ثانی کریں اور اپنے اوپر خواہشات کی حکومت کو جس قدر زیادہ [illegible] نہیں [illegible] کے لئے چھوڑ دیا جائے۔ انھوں نے کوئی عمل انجام نہیں دیا اور جن لوگوں نے دوستی اور انقلاب کے خلاف کام کیا ہے وہ انہیں [illegible]۔ بہر حال گذشتہ زمانہ میں ان لوگوں نے جو کچھ کیا ہے اس کی اصلاح کرتے ہوئے توبہ و استغفار سے کام لیں۔ انقلاب اسلامی سے عداوت رکھنے والا ایسا شخص جو لوگوں میں اگر اب بھی اور انسانی ضمیر کی بیداری سے مختلف باقی ہے تو اپنی راہ و روش کے بارے میں نظر ثانی کریں اور خداوند عالم اس انقلاب کی تقویت میں [illegible] مشغول ہو جائیں۔

> **دنیا کی تمام برائیوں اور خرابیوں**
> **کا تعلق انسانی زندگی سے ہے۔**
> **اگر انسان اچھے ہوں تو زندگی**
> **بھی پر لطف و شیریں ہوتی ہے**

آج وقت اسلامی ایران نے انقلاب کی [illegible]

[illegible]

اور آج ساری دنیا میں اسلام اور حق پسندی کی آواز [illegible]

[illegible]

والسلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ

رکھیں گے۔ اس قسم کے عظیم اجتماعات اور مظاہروں سے دنیا بھر کے مسلمانوں کے درمیان وحدت و اتحاد کی فضا بنتی بھی ہوتی ہے نیز غاصب حکومت اور اس کے طرفداروں کے لئے ایک خطرناک وارننگ بھی ہے کہ اگر وحشیانہ حملات کا سلسلہ ختم نہ ہوا تو دنیا بھر کے مسلمان ایک وسیع و عظیم مقدس جہاد کے لئے آمادہ ہو جائیں گے۔

اس عظیم مذہبی مظاہرے کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے ہی رمضان المبارک جیسے با عظمت مہینے میں مقدس ترین دن یعنی جمعۃ الوداع کو یوم قدس کا اعلان کیا گیا ہے تاکہ دنیا بھر کے مسلمان روزہ دار زبان سے اور مقدس دھڑکن و قربانی اللہ کی حالت میں غاصب صیہونی حکومت کے خلاف مظاہرہ کر سکیں، ظلم و بربریت کے خلاف اپنے اعتراضات کا اعلان کر سکیں اور اپنی اسلامی عظمت و وحدت و شان و شوکت کو دنیا والوں کے سامنے نمایاں کر سکیں۔

درحقیقت اگر بعض اسلامی ممالک کے حکام نے اس الٰہی فریضہ کی تکمیل کی راہ میں رکاوٹ ایجاد کی ہوتی تو کب کا

جاتی تو مقبوضہ علاقوں کی طرف لاکھوں روسی یہودیوں کی ہجرت کی زمین ہموار نہ ہوتی۔ موجودہ صورت حال درحقیقت مذکورہ حکام کی خیانت اور غاصب حکومت کے ساتھ ان کی خفیہ ساز باز و حمایت کی روشن دلیل ہے اور دوسری طرف اس سے امام خمینی کے بیانات کی صداقت کا ثبوت ملتا ہے جس نے غاصب حکومت کی پیدائش کے موقع پر ہی مشرقی اور مغربی سامراج کو مذکورہ غاصب حکومت کا موجد و محافظ قرار دیا تھا اور کیمپ ڈیوڈ جیسے سیاسی مکر و فریب کو عالم اسلام پر صیہونی حملات کے جاری رہنے کا وسیلہ بتایا تھا۔

اسرائیلی حملات اسی طرح جاری رہتے ہیں یا فلسطینی مسلمانوں کے عظیم و ہمہ جہتی انتفاضہ کے باوجود غاصب حکومت کا سب سے بڑا اقدام امریکہ مسلمانوں کے قبلہ اول یعنی بیت المقدس کو غاصب حکومت کے دار السلطنت کی حیثیت سے تسلیم کرانا ہے اگر فلسطینی قوم کو بین الاقوامی حمایت کی

درحقیقت اسلامی علاقوں پر صیہونی حکومت کے غاصبانہ تسلط و وحشیانہ تجاوز کی اہمیت نے ابتدا سے لے کر آج تک دنیا بھر کے تمام مسلمانوں کے قلوب کو مجروح کر رکھا ہے اور دنیا کے کسی علاقے میں ہر سال کوئی اسلامی معاشرہ نہیں ہے جہاں لوگ اس رنج و غم سے رنجیدہ و ملول نہ ہوں لیکن افسوس کہ اس صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لئے بعض اسلامی ممالک کے سربراہوں کی جانب سے جو راہ حل پیش کی گئی ہے (اور جو دانستہ یا نادانستہ طور پر مشکل ہے) وہ ایسی ہے کہ اب تک نہ صرف یہ کہ کسی منزل تک نہیں پہنچی بلکہ اس نے امت اسلامیہ عالم کو مختلف جماعتوں اور حصوں میں منقسم کر دیا ہے۔

یوم قدس ایک اسلامی راہ حل اور ایک عظیم اسلامی و توحیدی شروعات ہے مسلمانان عالم کو ہوشیاری سے کام لینا چاہئے اور فقط اسی راہ حل کی پیروی کرنی چاہئے جو ان کی تاریخ و ثقافت سے مطابقت رکھتی ہے اور ان کے رگ و ریشہ میں جاری ہے۔ جو دانستہ یا نادانستہ طور پر مذکورہ راہ حل کو فریب کاری قرار دیتے ہیں جو امت اسلامیہ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینا چاہتے ہیں، لوگوں کے مطابق بھی ذہن جو کبھی خود نمائی یا رائے عامہ کو منحرف کرنے کے لئے صیہونیت کے خلاف

جہاد جاری کرتے رہتے ہیں اور در پردہ اسرائیل یا اس کے حامیوں سے ساز باز گانٹھ بھی رکھتے ہیں شاید اس ماہ رمضان المبارک کے موقع پر اس کی مثال ہمارے سامنے آچکی ہے کہ یہ اعلان کیا گیا کہ صیہونی حکومت کو کیا دی اور اسرائیلی مسلمانوں کو نشانہ بنائے۔ یہ اعلان اس حکومت کی جانب سے کیا جاتا ہے جس کے نوجوانوں نے اسرائیل یا صیہونی حکومت پر کبھی ایک گولی بھی نہیں چلائی ہے بلکہ ہمیشہ سامراجی طاقتوں کی طرف سے مہیا کئے جانے والے اسلحوں سے اپنے ہم مذہب مسلمانوں پر گولیاں برسائی ہیں۔

اے ہندوستانی مسلمانو! آپ لوگوں پر درود و سلام ہو گا۔ حضرت امام خمینی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ کو آپ لوگوں سے خصوصی لگاؤ تھا۔ آپ بھی لوگ یقیناً درود و سلام کے مستحق ہیں کیونکہ سلمان رشدی کے خلاف آنحضرت کے تاریخی فتوے کی حمایت میں سب سے پہلے لبیک کی آواز بلند کرنے والوں میں آپ لوگ شامل تھے آپ لوگوں پر خداوند عالم کی رحمت نازل ہو کہ اس عظیم ملک میں مصائب و مشکلات کے باوجود اسلامی اقدار کے دفاع میں ہمہ تن سرگرم ہیں۔ میں فخر محسوس کرتا ہوں کہ ہندوستانی مسلمانوں کے درمیان اسلامی جمہوریہ ایران کے سفیر کے فرائض انجام دے رہا ہوں میں اس دور کو اپنی زندگی کا بہترین دور سمجھتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ رحلت امام خمینی رضوان اللہ علیہ کے بعد اس پہلے یوم قدس کے موقع پر امر بالمعروف و نہی عن المنکر پر عمل کرنے والے آپ بھی مسلمان بھائی اسرائیلی مظالم کے خلاف اپنے فلک شگاف نعروں سے دنیا والوں کی نگاہوں کو اپنی طرف متوجہ کر لیں گے۔

والسلام علیکم و رحمۃ اللہ

اہم خبریں

حلبچہ کے المناک واقعہ کی یاد میں بین الاقوامی سطح پر مقابلہ

اس کا اہتمام ادارہ ثقافت کے تعاون سے فرمانڈ کل افواج کے شعبہ ترویج و اشاعت کی جانب سے کیا جائے گا۔

سیاسی خدمات کی اطلاع کے مطابق: ادارہ ثقافت کے تعاون اور فرمانڈ کل افواج کے شعبہ ترویج و اشاعت نے مشترکہ طور پر اپنے ایک آگاہی نامے (NOTICE) کے ذریعے اعلان کیا ہے کہ حلبچہ کے المناک حادثے کی یاد میں بین الاقوامی سطح پر ایک عظیم مقابلے کا اہتمام کیا جائے گا۔

اس آگاہی نامے میں کہا گیا ہے کہ: حلبچہ کے المناک حادثے کی یاد میں نوادر خانہ فنون لطیفہ معاصر (MODERN FINE ARTS MUSEUM) ایران اور مؤسسہ حفظ آثار ساختہ حلبچہ (HALABJA RELICS CONSERVATION FOUNDATION) کے باہمی تعاون و شراکت سے منعقد ہوگا۔

معاون ادارہ ثقافت اور فرمانڈ کل افواج کے شعبہ ترویج و اشاعت نے مشترکہ طور پر اعلان کیا ہے کہ نوادر خانہ فنون لطیفہ معاصر ایران اور مؤسسہ حفظ آثار ساختہ حلبچہ نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ ان مظلوموں کی یاد میں جو شہر حلبچہ میں ظلم کا شکار ہوئے اور ساختہ حلبچہ کی اس یاد کو زندہ رکھنے کے لئے کہ کس طرح استکباری طاقتوں نے کیمیائی اسلحے سے اس شہر پر یورش کی، بین الاقوامی سطح پر ایک مقابلے کا اہتمام کیا جائے۔

اس مقابلے میں پہلے انعام کی رقم تیس لاکھ چالیس ہزار ریال (غیر ملکی زرمبادلہ میں اس کے برابر) مقرر کی گئی ہے۔

دوسرے انعام کی رقم دس لاکھ چالیس ہزار ریال (غیر ملکی

زیرِ زمین ہزار (ڈالر) رکھی گئی ہے۔

تیسرے مرحلے میں ایک عمارت ہزار مربع میٹر رقبے پر مشتمل اور سات منزلوں میں دس ہزار (ڈالر) تجویز کی گئی ہے۔

اس عمارت میں ہندسے بھی بنائے گئے ہیں، تاریخ اور پیش رفت سے (MODELS) والے ماڈل ہیں جنہیں حفاظتی حفاظت اور سائنسی طریقے میں محفوظ رکھا جائے گا۔

ادارۂ ثقافت کے تعاون اور فرزندان گلستان کے شعبہ ترویج و اشاعت نے ملکی اور غیر ملکی تمام فنکاروں، نقاشوں، مجسمہ سازوں اور دیگر حضرات کو دعوت دی ہے کہ وہ امام کے افکار اور سیرت کو زندہ رکھنے کے لئے بہترین کوشش کریں اور اس مقابلے میں جس حد تک ممکن ہو سکے کثیر تعداد میں شریک ہو کر نقاشی، خاکے اور نمونے بھیجیں اگر ادارہ میں پیش کریں گو اس مقابلہ میں ایک حادثے کے کربناک مناظر۔ ان مظلوموں کی حالت زار دکھا کر جو اس حادثے کا شکار ہوئے ہیں انسانیت دشمن نظام کو شاید پھر بیدار ہو جائے اور وہ اپنی تخلیقات کے ذریعے پیغام کو دوسروں تک بھی پہنچا سکیں کہ زندہ دنیا کو اس حادثہ کی یاد دلایا جائے جس سے ضمیر کی آواز مردہ ہو جائے۔

نوروز کے موقع پر تربت امام خمینی (رح) کے صحن میں نماز و فاتحہ خوانی

ایرانی جشن نوروز کے مبارک موقع پر امام خمینی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ کی ابدی آرام گاہ کے صحن میں امت اسلامیہ ایران نے نماز و فاتحہ خوانی کی محفلیں منعقد کیں اور قائد عظیم الشان سے اپنی عقیدت کا اظہار کیا۔

اسلامی جمہوری خبر رساں ایجنسی کا بیان ہے کہ نوروز کے موقع پر صبح سویرے اسلامی انقلاب کے موجودہ قائد حضرت آیۃ اللہ خامنہ ای نے مزار مقدس کی زیارت کی اور نماز و فاتحہ خوانی کے ذریعہ نذرانۂ عقیدت پیش کیا۔

اس کے علاوہ نئے سال کی پہلی نماز جمعہ بھی امام خمینی کی ابدی آرام گاہ کے صحن میں منعقد ہوئی جس میں ہزاروں لوگ شریک ہوئے۔ یہ نماز جمعہ آیۃ اللہ امامی کاشانی کی امامت میں منعقد ہوئی۔

اپنے خطبۂ نماز جمعہ میں آیۃ اللہ کاشانی نے پڑوسی اور اس کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ اس سلسلے میں انہوں نے پیغمبر اسلام کی وہ حدیث نقل فرمائی جس میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے گھر کے چاروں طرف ۴۰ گھر کے لوگ پڑوسی ہیں۔ یہ امام محسن سے حوالے منقیان حضرت علی علیہ السلام کی روایت ہے کہ پڑوسی وہ ہے کہ آپ اپنے گھر سے باہر نکل کر اپنی معمولی آواز میں اسے پکاریں اور ۴۰ ہے گھر سے جا آپ کی آواز سن لے۔

اپنا خطبہ جاری رکھتے ہوئے آیۃ اللہ کاشانی نے بتایا کہ انبیاء و آئمہ اطہار علیہم السلام نے اکثر مقامات پر پڑوسی کے حقوق کی وضاحت کی ہے اور یہ تاکید کی ہے کہ پڑوسی کا احترام لازم ہے۔ بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ جب اسلام آپسی میل جول، باہمی دوستی اور انسانی معاشرہ میں اپنی اقدار کی تبلیغ و اشاعت پر زور دیتا ہے اور باہمی اختلاف و عداوت کا سخت مخالف ہے۔

خطبۂ نماز جمعہ کے پہلے حصے میں آیۃ اللہ کاشانی نے ماہ رمضان المبارک کی عظمت اور عبادت و پاکیزگی نفس میں اس مبارک مہینے کی گرانقدر خدمات کا سرسری جائزہ لیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ہم لوگوں کو چاہیے کہ رمضان المبارک کے مہینے کو غنیمت جانیں اور اس مبارک مہینے میں ہر لحظہ گناہ سے دوری اور تقویٰ و پرہیزگاری سے قربت اختیار کرنے کی کوشش کریں اور حتی الامکان کمزور و پسماندہ عوام کی اعانت کے فرائض انجام دیں۔ انہوں نے مالی استطاعت رکھنے والے لوگوں سے اپیل کی کہ وہ اسلام اور اسلامی انقلاب کی نعمت سے غافل نہ رہیں اور معاشرہ میں فساد پیدا کرنے والے لوگوں کا بھرپور مقابلہ کریں تاکہ ملک کے کسی گوشہ میں بھی کالا بازاری کو فروغ نہ حاصل ہو سکے۔

تین مسلم پردہ پوش طالبات فرانسیسی نسل پرستوں کی گولیوں کا نشانہ

فرانسیسی مسلمانوں کے جانی نقصان کا سلسلہ جاری

فرانس میں آباد مسلمانوں کے خلاف گذشتہ چند ہفتے سے جو مہم جاری ہے اور انہیں جانی نقصان پہنچانے کے جو کئی واقعات رونما ہو چکے ہیں اسی کے تحت اس ملک کے نسل پرستوں نے شمالی افریقہ کے ممالک کی تین مسلم پردہ پوش طالبات کو جس وقت کہ وہ جنوبی پیرس کی ایک شاہراہ سے گزر رہی تھیں اپنی گولیوں کا نشانہ بنایا۔ یہ حملہ آور موٹر پر سوار اور آتشیں اسلحوں سے مسلح تھے۔

جس وقت ان نسل پرستوں نے مذکورہ طالبات کو حملے کا نشانہ بنایا ان کی زد میں ایک طالبہ آگئی جس کے باعث اس کا سینہ گولیوں سے چھلنی ہو گیا۔ اس حادثے کے وقوع پذیر ہونے کے بعد شہر کی متعدد یونیورسٹیوں کی طالبات کی ہاسٹل (HOSTEL) انجمنوں نے اعلان کیا ہے کہ وہ نسل پرستوں کے اس جانی اقدام کے خلاف دانشگاہ کی حدود میں احتجاجی مظاہرہ کریں گی۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ گذشتہ چند ہفتے کے دوران فرانسیسی نسل پرست تین مراکشی مسلمانوں کو قتل اور کثیر تعداد میں اپنے مہاجرین کو زخمی کر چکے ہیں۔

مدراس میں جلسہ میلاد حضرت ولی عصر (عج)

مدراس۔ ۱۵ شعبان، جمہوری اسلامی [illegible] علی رضوی کی گزارشات کے مطابق آستانہ حضرت ابوالفضل العباسؑ (بڑا آشور خانہ) [illegible] میں جشن مدراس میں بمناسبت تاریخ تولد حضرت صاحب العصر والزمانؑ ایک جشن منعقد کیا گیا۔

جلسہ حضرت غفران [illegible] حضرت امام زمانہؑ [illegible] کیا گیا۔ اس موقع پر مومنین کی کثیر تعداد مجتمع تھی۔ [illegible] جلوس میں یا علیؑ مدد اور یا صاحب الزمان عجل اللہ فرجہ کے [illegible] نعرے بلند ہو رہے تھے۔

اس موقع پر جلسہ کو خطاب کرتے ہوئے حجۃ الاسلام غلام احمد عسکری امام جمعہ نے قرآن مجید کی آیت قل جاء الحق وزہق الباطل ...... کو [illegible] قرار دے کر [illegible] کو واضح کیا۔ مولانا موصوف نے امام خمینی کے [illegible] کی حمایت کا اعلان کرتے ہوئے دنیا کے مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ وہ سلمان رشدی کو جہاں کہیں پائیں قتل کر دیں۔

حضرت امام رضاؑ کے روضۂ مبارک کی ضریح مقدس رہبر انقلاب حضرت آیت اللہ خامنہ ای کی موجودگی میں گرد و غبار سے صاف کی گئی

مشہد۔ حضرت امام رضا علیہ السلام کے روضۂ مبارک کی ضریح مبارک [illegible] ایک مختصر تقریب کے دوران رہبر معظم حضرت آیت اللہ خامنہ ای کی موجودگی میں گرد و غبار سے صاف کی گئی۔

جیسا کہ موصولہ خبروں کے مطابق، روحانیت و معنویت سے سرشار اس فضا میں جہاں ہر طرف تلاوت کلام پاک کا زمزمہ تھا رہبر [illegible] عاشقان خاندان رسالت [illegible] اخلاص و نیت [illegible] جذبہ عقیدت کے ساتھ [illegible] آستانہ قدس رضوی کے متولی حجۃ الاسلام والمسلمین واعظ طبسی، آیت اللہ شیرازی، آیت اللہ [illegible] اور رہبر معظم آیت اللہ خامنہ ای کے دفتر سے وابستہ [illegible] کے ہمراہ [illegible] مخصوص [illegible] ضریح مبارک میں داخل ہوئے جہاں ان حضرات نے [illegible] کے مختلف حصوں کی صفائی کر کے ان کے گرد و غبار کو دور کیا۔

ضریح مبارک کی صفائی کے بعد اسے خالص عرق گلاب سے غسل دیا گیا۔ اس تقریب کے اختتام پر اس وقت جبکہ فضا میں ہر طرف عقیدت مندان اہل بیت معصومینؑ کا [illegible] ولولہ انگیز تھا، رہبر معظم آیت اللہ خامنہ ای نے چند عقیدت مندوں [illegible] سے مصافحہ [illegible]۔

مسلمانانِ مصر نے ایک کفر آمیز کتاب کے مصنف کو واجب القتل قرار دیا ہے

خبر رساں ایجنسی جمہوری اسلامی کی اطلاع کے مطابق مصر کی انجمن مسلمین نے ایسی کفر آمیز کتاب کے مصنف کو جس نے اسلام کی شان میں نازیبا کلمات استعمال کئے ہیں مرتد اور واجب القتل قرار دیا ہے۔

دانشگاہ دینیات کے استاد جناب شیخ عمر عبدالرحمن نے جو مصر کی اسلامی جماعتوں کے رہبر بھی ہیں یہ فیصلہ صادر کیا ہے کہ چونکہ ان کی نگاہوں میں "سفر" نامی کتاب کا مصنف علاء حامد ایک مرتد شخص ہے اسی لئے وہ واجب القتل ہے۔

اس مصری مصنف نے [illegible] آخرت کو جو دین مبین اسلام کے اصول و عقائد میں سے ایک ہے انتہائی توہین آمیز انداز میں بیان کرتے ہوئے اس کا مذاق اڑایا ہے۔

کویت کے روزنامہ اخبار "السیاسۃ" نے لکھا ہے کہ مصر کی دانشگاہ ازہر کے علماء نے مذکورہ کفر آمیز کتاب کے بارے میں بیان جاری کرتے ہوئے اس کے مصنف کو مرتد قرار دیا ہے اور حکام مصر سے درخواست کی ہے کہ وہ اس شخص کے خلاف اسلامی شریعت کے مطابق سزا جاری کریں۔

مسلمانوں کی مسلسل تنبیہ کے بعد "انسانی افکار میں سفر" نامی کفر آمیز کتاب کے ناشر اور کتب فروش دکانداروں نے مصر کے بازاروں اور کتب فروشی کی دکانوں سے اس کو [illegible] شروع کر دیا ہے [illegible]۔

اسی اثنا میں جب مسلمانان مصر نے حسنی مبارک کی حکومت پر دباؤ ڈالا تو [illegible] کفر آمیز کتاب کے مصنف علاء حامد [illegible] کے [illegible] مصر کے حاکم [illegible] زندان میں محفوظ مقام پر رکھ دیا ہے۔

اس [illegible] حکومت مصر کے [illegible] نے اعلان کیا ہے کہ چونکہ اس شخص نے اسلامی معاشرہ کی توہین کی ہے اسی لئے جلد از جلد اس کے خلاف مقدمہ چلایا جائے گا۔

قاہرہ سے [illegible] میں کہا گیا ہے کہ "انسانی افکار میں سفر" نامی کتاب "شیطانی آیات" کو [illegible] اور اس کا مصنف مصری سلمان رشدی ہے۔ مصر کی پولیس نے [illegible] المسلمین کے اراکین [illegible] حکم کا اطلاق [illegible] نامعلوم مقام پر زندان میں منتقل کر دیا ہے۔

روسی آذربائیجان کے شہر گنجہ کی جامع مسجد میں ساٹھ سال بعد نماز ادا کی گئی

ماہ رمضان مبارک کی تقریب پر روسی آذربائیجان کے شہر گنجہ کی جامع مسجد جزوی مرمت کے بعد ساٹھ سال بعد مسلمانوں پر کھول دی گئی ہے۔

خبر رساں جمہوری اسلامی نے باکو ٹیلیویژن سے منتشرہ خبروں کے حوالے سے اطلاع دی ہے کہ یہ مسجد جو ۱۹۲۳ء میں نمازیوں پر بند کر دی گئی تھی اب ایک مختصر تقریب کے بعد ادائیگی نماز کے لئے کھول دی گئی ہے۔

شہر گنجہ کی جامع مسجد کا شمار روسی آذربائیجان کی تاریخی عمارتوں میں ہوتا ہے۔ اس کی مرمت مسلمان عقائد شہر گنجہ کے باہمی تعاون سے کی گئی ہے اور بعد از تکمیل اس کے دروازے اہل ایمان پر کھول دیئے گئے ہیں۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ وہ مساجد جو ایک عرصہ دراز سے غیر آباد پڑی تھیں اب بعد از مرمت نماز کے لئے کھولی جا رہی ہیں جبکہ [illegible] سے اب تک صرف آذربائیجان میں ہی تیس مسجدیں ایسی ہیں جنہیں مرمت کے بعد آباد کر دیا گیا ہے۔

"آبزرور" کے نامہ نگار کو سزائے موت دیئے جانے کے بعد یورپی جرائد حکومت عراق کے جرائم کا پردہ فاش کر رہے ہیں۔

تہران، ۱۸ مارچ ۱۹۹۰ء خبر رساں ایجنسی ارنا کی اطلاع کے مطابق، ایران عراق کے درمیان جنگ کے دوران حکومت انگلستان نے [illegible] عراق کی حمایت کی لیکن [illegible] کے نامہ نگار آبزرور (OBSERVER) سے وابستہ نامہ نگار فرزاد بازوفت کو سزائے موت دیئے جانے کے بعد اس ملک کو تنقید کا نشانہ بنایا جا رہا ہے۔

عراق کے اس اقدام سے ناراض ہو کر برطانوی حکومت نے بغداد سے اپنے سفیر کو واپس بلا لیا ہے۔ اور انگلستان کے جرائد و مطبوعات نے حکومت عراق کے اس اقدام کے خلاف [illegible] مضامین لکھنا شروع کر دیئے ہیں اور حکومت انگلستان کی پیروی کرتے ہوئے یورپ کے دیگر ممالک نے بھی اس اقدام پر عراق کی حکومت کو سخت تنقید کا نشانہ بنا رکھا ہے۔

وہ جرائد جو کبھی حکومت عراق کے غیر انسانی افعال کی پردہ پوشی کیا کرتے تھے اب اپنے جرائد و رسائل کے صفحات پر اس حکومت کے متعدد جرائم کا پردہ فاش کر رہے ہیں۔

اس سلسلے میں امریکی حکومت نے بھی غم و غصے کا اظہار کیا ہے۔ اس کے علاوہ اقوام متحدہ کے ترجمان نے اعلان کیا ہے کہ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل نے بھی فرزاد بازوفت کو سزائے موت دیئے جانے پر گہرے غم کا اظہار کیا ہے۔

۲۵ مارچ، کیمیاوی اسلحہ جنگ کے خلاف یوم احتجاج قرار دے دیا گیا

اس روز عراق کی بعثی فوج نے حلبچہ نامی مقام پر ہزاروں عورتوں، مردوں، بچوں، نوجوانوں اور عمر رسیدہ افراد کا وحشیانہ قتل عام کیا تھا۔

تہران، ۱۸ مارچ ۱۹۹۰ء خبر رساں ایجنسی ارنا کی اطلاع کے مطابق، صدر جمہوریہ ایران حجۃ الاسلام والمسلمین ہاشمی رفسنجانی نے ماہ مارچ کی ۲۵ تاریخ (۱۹۹۰ء) کو کیمیاوی اسلحہ جنگ کے خلاف یوم احتجاج قرار دیا ہے کیونکہ اس روز حلبچہ میں ہزاروں مظلوم و بے گناہ افراد کا قتل عام کیا گیا تھا۔ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل نے بھی موصوف کی اس تجویز سے اتفاق کیا ہے۔

صدر جمہوریہ ایران نے فرمایا کہ [illegible] سیکرٹری جنرل پیرز دی کوئیار کا خط لکھتے ہوئے موصوف کی اس رائے سے اتفاق کیا ہے کہ ۲۵ مارچ کو کیمیاوی اسلحہ جنگ کے خلاف یوم احتجاج قرار دیا جائے۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ غیر انسانی افعال کی مرتکب حکومت عراق نے بتاریخ ۲۵ مارچ ۱۹۸۸ء حدود عراق میں واقع کردستان کے شہر حلبچہ پر کیمیاوی اسلحے کے ذریعے زبردست حملہ کیا تھا جس کے باعث مختلف قسم کی زہریلی گیسوں کا اس قدر اثر ہوا کہ آن کی آن میں ہزاروں عورتیں، مرد، بچے، بوڑھے اور جوان اس بری طرح متاثر ہوئے کہ ان کے لئے آب نسل و خاک ان کا کفن بن گیا۔ چنانچہ دنیا کے وہ تمام شریف عقل انسان جنہیں انسانیت سے ذرا سی بھی ہمدردی ہے اس دردناک منظر کو آج تک فراموش نہیں کر سکے ہیں کہ کس طرح ایک ماں اپنے نومولود بچے کو سینے سے لگائے ہوئے تھی اچانک زہریلی گیس کے اثر سے اس کا دم گھٹنے لگا اور سانس چلتے چلتے رک گیا اور دونوں ہی ہلاک ہو گئے۔

صدام اور حکومت عراق کے ان غیر انسانی افعال کے چند مناظر جو لوگوں نے ٹیلیویژن کے پردے پر اور اخبار و جرائد کے صفحات پر دیکھے ہیں وہ سب اس بات پر متفق ہیں کہ انسانیت سوز افعال نے [illegible] مظالم و جرائم کے [illegible] باب کا اضافہ کیا ہے [illegible] نہیں بچ سکے۔

حکومت عراق و صدام نے حلبچہ میں اپنے کیمیاوی حملے سے ان ماؤں، نومولود بچوں، کمسن جوانوں اور ضعیف و ناتواں کو اپنے ستم کا نشانہ بنایا تھا جو اپنے بچاؤ کی خاطر بھاگ کر پناہ بھی نہیں لے سکتے تھے۔ چنانچہ یہ وہ ایک انسانیت سوز سانحہ ہے کہ کوئی بھی ایسا انسان جس کا ضمیر ابھی تک مردہ نہیں ہوا ہے فراموش نہیں کر سکتا۔

غیر ملکی [illegible] اور اخبارات نے [illegible] سوز مظالم میں جنہیں [illegible]

پیش کی گئی کہ ہر سال ۱۵ مارچ کو اس کیمیاوی اسلحی جنگ کے خلاف یوم احتجاج قرار دیا جائے تاکہ مستقبل میں صدام جیسے مجرم انسانیت کسی دوسری جگہ ایسے مظالم نہ کریں جن سے دوبارہ واقعات حلبچہ کی یاد تازہ ہو جائے۔

سویڈن کے سیاسی و صحافی حلقوں نے سویڈش ادیب کو اپنی برادری سے خارج کر دیا

اس شخص کو اس بنا پر منحرف دین قرار دیا کہ اس نے سلمان رشدی کے سلسلے میں حضرت امام خمینی کے حکم کی تائید کی تھی۔

۱۸ مارچ ۱۹۸۹ء کیہان ہوائی خبر رسانی خدمات کے مطابق مشہور و معروف سویڈش ادیب جان مرڈال نے روزنامہ "سوئیڈش گیبیٹ" میں ایک مضمون شائع کیا تھا جس میں موصوف نے شیطانی آیات نامی کفر آمیز کتاب کے مصنف سے متعلق اس حکم کی تائید کی تھی جو حضرت امام خمینی نے صادر فرمایا تھا اور جن لوگوں نے مذکورہ نامہ کے صفحات پر دستخط کر کے سلمان رشدی کی حمایت کی ہے انہیں سامراجی طاقت کی کنیزوں اور ادنیٰ غلاموں سے تعبیر کیا ہے۔ اس مضمون میں انہوں نے مزید لکھا ہے کہ جو روشن فکر طبقہ خود کو مغرب کا مطلق تصور کرتا ہے وہ در اصل سامراجی طاقتوں کے ہاتھوں میں محض آلۂ کار ہے۔

خبر گزاری ارنا نے اسٹاک ہوم سے اطلاع دی ہے کہ سویڈن کے صحافی حلقے نے جان مرڈال کے مضمون پر رد عمل ظاہر کرتے ہوئے روزنامہ کے بہت سے صفحات سیاہ کر دیے ہیں جن میں انہوں نے اس سویڈش ادیب کی دل کھول کر ادبی زبان اور رکیک الفاظ میں مذمت کی ہے۔ چنانچہ ان کے اس اقدام سے ان لوگوں کے ہاتھ موقع آگیا ہے جو جمہوری اسلامی ایران کے سخت دشمن ہیں اور جنہوں نے سلمان رشدی کی حمایت میں مذکورہ نامہ کے صفحات پر دستخط کیے ہیں۔

اسی ضمن میں ڈاکٹر ... نامی راست (RIGHTIST) گیر اخبار ... روزنامہ کے ثقافتی صفحہ پر لکھا ہے کہ جان مرڈال اس بات کے لئے ہرگز تیار نہیں کہ وہ اس مذکورہ نامہ پر دستخط کرے جس کے صفحات لوگوں نے سیاہ کر رکھے ہیں اور چونکہ وہ اعلانیہ طور پر خاموشی سے حضرت امام خمینی کے حکم کی تائید و حمایت کر رہا ہے اسی لئے اسے "منحرف" کے لقب سے نوازا گیا ہے۔ مذکورہ اخبار کے کالم نویس نے اس ادیب کے بارے میں لکھا ہے کہ سلمان رشدی جس طرح اسلام کی نظر میں مرتد ہے یہ سویڈش ادیب بھی صحافت سے منحرف و برگشتہ قرار دے دیا گیا ہے۔

جان مرڈال نے ثقافتی صفحے کے اس مضمون کا جواب دیتے ہوئے لکھا ہے کہ میں نے دنیا کے بہت سے ممالک کا دورہ کیا ہے ابھی میں ایران بھی نہیں گیا ... جب ... میں اسلامی انقلاب سے قبل اور اس کے بعد اس ملک کا کئی مرتبہ سفر کر چکا ہوں ... اور تاریخ ساز فتوحات ... کے بارے میں ... کتاب لکھ رہا ہوں ... انتقامی کارروائی ... واردات پر ... اس مشہور سویڈش ادیب نے مزید لکھا ہے کہ عالم اسلام میں جو تغیرات رونما ہو رہے ہیں ان میں ایران پیش پیش ہے چنانچہ اس کی نظر میں اسے ... مقام حاصل ہے۔

امریکہ کے اشارے پر اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل کی تجاویز سے عراق روگرداں ہے

۱۷ مارچ کیہان ہوائی کی خبر رسانی خدمات کے مطابق اگرچہ ایران و عراق نے سرکاری سطح پر امن و مذاکرات سے متعلق اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل کی تجاویز کے بارے میں کسی رائے کا اظہار نہیں کیا ہے لیکن امریکہ کی شہ پر عراق چاہتا ہے کہ وہ اس راہ حل میں رخنہ ڈال کر ... کہ اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل کی کوششوں میں ہرگز موصوف کو اپنے مقصد میں کامیابی حاصل نہ ہو سکے۔

خبر گزاری ارنا کی اطلاع کے مطابق: امریکی ریڈیو نے فارسی پروگرام میں اپنے نامہ نگار مقیم ... اقوام متحدہ کے حوالے سے "ایران و عراق کے درمیان امن و مذاکرات صلح کا امکان" کے زیر عنوان جو رپورٹ نشر کی ہے اس میں کہا ہے کہ سلامتی کونسل کے ... سے مسلسل کئی ہفتے تک گفتگو کے بعد ... اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل جناب خاویر پیریز دکوئیار نے ایک تجویز پیش کی ہے کہ اس امر کو مد نظر رکھتے ہوئے کہ ایران و عراق کے درمیان اب تقریباً اٹھارہ ماہ سے جنگ بند ہو چکی مگر اس قدر وقت گزر جانے کے بعد بھی ابھی تک دونوں ملکوں کے درمیان صلح سے متعلق معاہدہ ۵۹۸ کی اصل شرط پر عمل در آمد نہیں کیا جا سکا ہے۔ چنانچہ اس ضمن میں دونوں ملکوں کے درمیان امن و صلح سے متعلق براہ راست گفتگو آئندہ مرحلے میں ممکن ہے۔

امریکی ریڈیو نے اس رپورٹ میں مزید کہا ہے کہ صدر جمہوریہ ایران حجت الاسلام ہاشمی رفسنجانی نے تہران میں نماز جمعہ کا خطبہ دیتے ہوئے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل نے امن و مذاکرات کی جو تجویز پیش کی ہے اس سے ہم موافق و متفق ہیں مگر سرکاری سطح پر فریقین کی جانب سے ابھی تک ... کوئی جواب موصول نہیں ہوا ہے۔

ریڈیو امریکہ نے اپنی اس رپورٹ میں اقوام متحدہ سے وابستہ سیاسی مبصروں کے اقوال نقل کرتے ہوئے عراق کو غیر مستقیم طور پر ... کہ وہ امن و مذاکرات کے سلسلے میں اپنے ... کو جاری رکھے اور اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل کی جانب سے جو نئی تجویز پیش کی جائے اسے تسلیم کرنے سے روگرداں رہے۔

امریکی ریڈیو نے اس ضمن میں کہا ہے کہ فریقین کی افواج بین الاقوامی سرحدوں پر واپس چلے جانا ان تجاویز میں شامل ہے جو اقوام متحدہ کے سکریٹری جنرل نے پیش کی ہیں مگر اقوام متحدہ سے وابستہ بعض سیاست دانوں نے اس خدشے کا اظہار کیا ہے کہ شاید عراق کو یہ شرط منظور نہ ہو۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ بین الاقوامی سطح پر تسلیم شدہ سرحدوں پر فریقین کی افواج کو واپس چلے جانا سلامتی کونسل کے معاہدہ ۵۹۸ کے پہلے پیراگراف کے دوسرے فقرے میں شامل ہے اگرچہ کہ عراق نے ۱۹۷۵ء کے اس عہد نامہ کو جو الجزائر میں دونوں ممالک کی بین الاقوامی سرحدوں سے متعلق ہوا تھا منسوخ کر دیا ہے اس بنا پر عراق کی جانب سے یہ واضح نہیں کہ کن سرحدوں سے اس کا کیا مطلب ہے۔

(VOICE OF AMERICA) امریکی ریڈیو

مقابلہ مقالہ نویسی

۳/ جون ۱۹۹۰ء اس مرد مجاہد کی رحلت کی برسی کا دن ہے جس نے اپنی مختصر سی انقلابی زندگی کے دوران احیاء اسلام کا وہ عظیم کارنامہ انجام دیا کہ جس کے اثرات آئندہ بھی رونما ہوتے رہیں گے تاریخ گواہ ہے کہ اس مرد مجاہد نے صرف نعرۂ لا الہ الا اللہ کے ذریعہ سرخ و سفید طاغوتوں میں زندگی بسر کرنے والے اسلام دشمنوں کی نیند حرام کر دی۔ اور دنیا جس اسلام کو قصہ ماضی خیال کرتی تھی اور جس کو فقط چند رسم و رواج کا مجموعہ سمجھنے لگی تھی وہ اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ دنیائے سامراجیت و اشتراکیت کو دعوت فکر دینے لگا۔

ماہنامہ راہ اسلام نے اس نابغۂ عظیم الشان کو خراج عقیدت پیش کرنے کے لئے ایک مقابلہ مقالہ نویسی کا اہتمام کیا ہے جس میں مندرجہ ذیل موضوعات میں سے کسی ایک پر اردو، ہندی یا انگریزی میں سے خیالات کا اظہار کر سکتے ہیں۔

موضوعات :-

عبادت ــــ امام خمینی کے نقطۂ نظر سے
امام خمینی اور وحدت اسلامی
امام خمینی اور حج
امام خمینی اور اسلامی تحریکیں
سیاست ــــ امام خمینی کے نقطۂ نظر سے
اقتصادیات ــــ امام خمینی کے نقطۂ نظر سے
امام خمینی اور مستضعفین عالم
امام خمینی اور اسلامی تحریکیں

انعامات :-

اوّل انعام	مبلغ پانچ ہزار روپیہ
دوسرا انعام	مبلغ تین ہزار روپیہ
تیسرا انعام	مبلغ دو ہزار روپیہ

اور

۸ ۷ خصوصی انعامات

(مساوی تعداد رسالہ پُر برکت حیات امام خمینی)

شرائط :-

۱۔ مقالہ فلسکیپ سائز کے کم سے کم دس صفحات اور زیادہ سے زیادہ ۲۵ صفحات پر مشتمل ہونا چاہیے۔
۲۔ ہندی اور انگریزی کے مقالے ٹائپ اور اردو کے مقالے خوشخط نیز صفحے کے ایک ہی طرف لکھے ہوئے ہوں۔
۳۔ مقالے کے ساتھ مقالہ نگار کا ایک پاسپورٹ سائز فوٹو اور تعارفی خاکہ BIODATA بھی منسلک ہونا چاہیے۔
۴۔ مقالہ خانہ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران ۱۸ تلک مارگ نئی دہلی میں بذریعہ ڈاک یا دستی صرف ۳۰ جون ۱۹۹۰ء تک وصول کئے جائیں گے۔ اس کے بعد وصول ہونے والے مقالوں کو مقابلے میں شامل نہیں کیا جائے گا۔
۵۔ مقابلے کے نتائج کا اعلان "راہ اسلام" میں کیا جائے گا اور بذریعہ خط انعام یافتگان کو بھی مطلع کیا جائے گا۔

یستوی